اردو بک ریویو

1

Decl. No. F2/ (U/4) Press/95
URDU BOOK REVIEW, NEW DELHI-2
Vol. I No.1 November 1995

Printer, Publisher Javed Akhtar Published from office URDU BOOK REVIEW, Urdu Monthly, 1739/3 (Basement) New Kohinoor Hotel, Patudi House, Darya Ganj, New Delhi-110002
Printed at Samar Offset Press, Kalan Mahal, New Delhi-110002
Editor Asrar Alam

ماہنامہ

اردو بک ریویو

نئی دہلی

شمارہ ۱   جلد ۱   نومبر ۱۹۹۵ء

مدیر (اعزازی) : اسرار عالم

مدیر منتظم (اعزازی) : عارف اقبال

مشاورتی بورڈ

★ ڈاکٹر خلیق انجم (دہلی)

★ ڈاکٹر عبد المغنی (پٹنہ)

★ محمود عالم (ریاض)

پرنٹر، پبلشر : جاوید اختر

زرِ تعاون

عام شمارہ : ۱۰/- روپے

سالانہ : ۱۰۰/- "

سارک ممالک : ۳۰۰/- "

دیگر ممالک : ۱۲ امریکی ڈالر

Correspondence Address

URDU BOOK REVIEW

1739/3 (Basement)

New Kohinoor Hotel, Pataudi House,

Darya Ganj, New Delhi-110002

فہرست

★ اداریہ ۲

★ پیغام ۵

★ کاغذ کی کمیابی ——————

نصابی کتب کا بحران ۶

★ پبلشنگ اور فنی مہارت ۸

★ جدید پرنٹنگ سسٹم کے رجحانات ۱۱

★ تبصرۂ کتب :

لمحے بھر کا ہم سفر ۱۲

صوفی سلسلے کا ایک روشن نقش ۱۳

مستقبل بینی کی ایک کوشش ۱۵

سب بدمعاشی ہے...... ۱۷

دریاؤں کا ملک ۱۸

ہومیوپیتھی پر ایک کارآمد کتاب ۱۸

بچوں کے لیے شاعری میں اضافہ ۱۹

★ آل انڈیا اردو پبلشرز اینڈ بک سیلرز ایسوسی ایشن ۲۱

★ اردو کی نصابی کتابیں اور طلباء کی مشکلات ۲۲

★ نئی کتابیں ۲۵

★ خبریں ۲۷

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اِداریہ

جاحظ، اپنی کتاب ''المحاسن والاضداد'' میں لکھتا ہے: ''الکتاب نعم الذخر والعقدۃ، والجلیس والعمدۃ، نعم النشرۃ، ونعم النزھۃ، ونعم الشغل والحرقۃ، ونعم الأنیس ساعۃ الوحدۃ، ونعم المعرفۃ ببلاد الغربۃ، ونعم القرین والدخیل والزمیل، ونعم الوزیر والنزیل .....''

''کتاب بہترین خزانہ اور سمیٹی جانے والی چیز ہے، ہم نشیں اور سہارا ہے، نسیم جانفزا ہے، بہترین تفریح، شغل اور ہنرمندی ہے، تنہائی کی اچھی دوست ہے، ان جانی دنیا سے آگاہ کرنے والی ہے، بہترین دوست، رفیق کار اور ساتھی ہے، بہترین صلاح کار و مددگار اور مہمان ہے .....''

کتاب، اس کی طباعت واشاعت، اس کی خرید و فروخت، اس کا ذخیرہ کرنا اور اسے محفوظ رکھنا اور سب سے بڑھ کر اس سے استفادہ کا اہتمام کرنا نہ صرف فرد کی حقیقی صورت حال اور اس کے ارتقاء اور انحطاط کی عکاس ہیں بلکہ معاشرے کی حقیقی صورت حال اور اس کے مستقبل کی تبدیلیوں کا اندازہ کرنے کا درست اور بے خطا پیمانہ بھی ہیں۔ جو فرد اور معاشرہ کتاب، اس کی طباعت واشاعت، خرید و فروخت، اس کی ذخیرہ اندوزی اور حفاظت اور اس سے استفادہ کے معاملے میں جس قدر حساس ہے اس معاشرے میں صحت مندی کے عوامل اسی قدر موجود ہوتے ہیں اور ایسے معاشرے کا مستقبل یقیناً تابناک ہوتا ہے۔ یہی تعلق کسی زبان اور اس میں شائع ہونے والی کتابوں کا ہے۔

ملک کے طول و عرض میں اردو کتابوں بشمول، جرائد اور مجلے۔ کی اشاعت اور ان سے استفادہ کرنے والوں کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا چنداں دشوار نہیں کہ اردو اور اس سے ''محبت کرنے والوں'' کی حقیقی صورتحال کیا ہے۔ جتنی تیز رفتاری سے سطحی، گھٹیا اور فحش مواد کی اشاعت بڑھی ہے اس سے کہیں زیادہ سرعت سے علمی، فکری، معلوماتی اور دائرۃ المعارفی (Encyclopaedic) تخلیقات، ان کی طباعت، اشاعت اور ان سے استفادے میں کمی واقع ہوئی ہے۔ کتاب قومی حیات کی ضمانت ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی ورثہ کے تسلسل کی بھی ضمانت ہے۔ موجودہ صورت حال کو دیکھتے ہوئے یہ قیاس کرنا خلاف واقعہ نہیں معلوم ہوتا کہ اردو اور اہل اردو کی قومی حیات اور ان کا انسانی ورثے سے مربوط رہنے کی صورت حال جانکنی کے مرحلے میں ہے۔ بلحاظ کمیت ممکن ہے اردو میں اشاعتی مواد دیگر ہندوستانی زبانوں کے شانہ بشانہ ہو لیکن بلحاظ کیفیت اس کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

عجیب معمہ ہے کہ اردو کے فروغ کے نام پر اہل سیاست کے وعدوں اور دھواں دھار تقریروں کی جہاں ایک طرف کمی نہیں وہیں دوسری طرف اردو کی خدمت کے نام پر ''خدمت گاروں'' کے ذریعہ وسائل کی فراہمی، اور ان کا علمی مجالس کے انعقاد، قدیم وجدید تخلیقات کی اشاعت اور اردو کے فروغ کی دیگر کوششوں میں ''صرف'' کی بھی کمی نہیں لیکن بایں ہمہ اردو اور اہل اردو دونوں ہی اساسی علمی اور فکری دولت سے تہی دامن ہوتے جا رہے ہیں۔ قدیم سرمایہ برباد ہو کر ناپید ہوتا جا رہا ہے اور نئی بنیادی تخلیقات دم توڑ رہی ہیں۔ اردو کتابیں، (بشمول رسالے، جریدے اور مجلے) شائع ہو رہی ہیں لیکن وہ معاشرے کے ہر طبقے کی ضرورتوں

کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ ایک زبان اور اس کی علمی و فکری دولت کو مکمل اور خود کفیل اسی وقت کہا جا سکتا ہے جب وہ اپنے متعلقین کی جملہ بنیادی ضرورتوں کی تکمیل کرتی ہو۔ حکام، دانشور، پیشہ ور، اہل حرفہ، فنکار، ادیب، طلبہ، بچے، بوڑھے، خواتین غرض جملہ طبقات اور ضرورتوں کی تکمیل میں گزشتہ پچاس سالوں میں اردو کا حصہ روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے۔ یہ انحطاط اب اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ اردو ادب و شاعری پر تحقیق بھی بیشتر اس تحقیقی مواد سے کیا جا رہا ہے جو اردو سے متعلق دیگر زبانوں مثلاً انگریزی میں دستیاب ہے۔ شاید ہی کسی زبان میں اتنے سہل پسند اور ''ثابت قدم'' ناشرین ہوں گے جتنے اردو میں پائے جاتے ہیں۔ سہل پسندی ایسی کہ اگر کسی ضخیم انگریزی کتاب کے سرسری جائزہ کے لیے دس منٹ اور اس میں ضروری مواد کی نشاندہی کیلئے پانچ منٹ درکار ہوں تو اسی ضخامت کی اردو کتاب کے لیے دس گھنٹے چاہئیں۔

(ا-ع)

★ ★ ★

اردو ناشرین کا ایک زریں دور ایسا بھی گزرا ہے جب کہ انھوں نے اردو زبان وادب میں ایسے شہ پارے شائع کئے ہیں جن کے بعض نسخے آج بھی نادر و نایاب تصور کیے جاتے ہیں۔ ایک وقت تھا جب کہ نولکشور اور تاج کمپنی، لاہور اپنی نمایاں خدمات سے اردو طباعت و اشاعت کی دنیا میں اپنی روایات کے ایسے نقش چھوڑے ہیں جن کی ایک فیصد تقلید بھی آج کے ناشرین نہیں کر پاتے ہیں۔ اکثر اردو ناشرین کی حالت ایسی ہے کہ انھیں یہ بھی نہیں معلوم کہ طباعت و اشاعت کا کوئی تعمیری اور اخلاقی مفہوم بھی ہو سکتا ہے۔ بس انھیں کچھ کمانے سے غرض ہے۔ ایسی صورت حال میں اردو کتابوں کی مقصدی اور تعمیری اشاعت صرف آٹے میں نمک کے برابر ہی ناشرین کر پاتے ہیں۔

وقت کا پہیہ سرعت کے ساتھ گردش کر رہا ہے۔ حالات کروٹ بدل رہے ہیں۔ لیکن اکثر ناشرین اور مصنفین کا حال یہ ہے کہ قوم اور قومی زبان کے درد میں گھلے تو جا رہے ہیں لیکن نئی نسل کو تعمیری اور اخلاقی کتابیں فراہم کرنے سے یکسر معذور نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نئی نسل کے نویں اور دسویں درجات کے طلباء کا حال یہ ہے کہ انگریزی اور ہندی تو لکھ پڑھ لیتے ہیں لیکن اردو زبان سے بالکل نابلد رہتے ہیں۔

دوسری قوموں کی زبانوں میں کتابوں کا سیلاب سا آیا ہوا ہے لیکن بے چاری اردو اب اتنی ضعیف ہو چکی ہے کہ اردو میں فنی، تکنیکی، سائنسی اور درسی کتب ہائر سکنڈری تک کے طلباء کو بھی فراہم نہیں ہیں۔ حالاں کہ اہل علم اور دانش وروں کا اس پر کلیتہً اتفاق ہے کہ ''ہر قوم کے لیے اس کی مادری زبان ہی ابلاغ کا بہترین ذریعہ بن سکتی ہے''۔ اس کی مثال ایران، جاپان، فرانس، جرمنی اور چین جیسے ممالک سے بخوبی پیش کی جا سکتی ہے جہاں ہر فن کی کتابیں ان کی اپنی زبانوں میں ہمہ وقت فراہم کر دی جاتی ہیں۔ چین کے وزیراعظم آنجہانی چو این لائی بہترین انگریزی جانتے تھے لیکن بات ہمیشہ چینی زبان میں کیا کرتے تھے اور ترجمان اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک مہمان نے ان سے انگریزی میں پوچھا ''مسٹر چو این لائی آپ براہ راست انگریزی زبان میں کیوں گفتگو نہیں کرتے؟'' چو این لائی نے چینی میں جواب دیا ''جناب من، چین گونگا نہیں ہے''۔

مذکورہ صورت حال کے جائزے کے بعد ''اردو بک ریویو'' کی اشاعت کو ایک جرأت مندانہ اقدام کہا جا سکتا ہے کیوں کہ جب کسی قوم کا رجحان بالکل مخالف سمت ہو تو ایسی حالت میں اس کے رجحان کو سنجیدہ رُخ کی طرف موڑنا انتہائی دشوار ہوتا ہے۔ تاہم ایسی تاریکی میں قندیل سے جلانا

ایک ایسی کوشش کہی جا سکتی ہے جس کے مثبت اثرات جلد یا بدیر ضرور رونما ہونگے اور اردو داں حلقوں کا ذہنی جمود بھی ضرور ٹوٹے گا۔ ہمیں امید ہے کہ اردو ناشرین کے لیے ہم جو بھی کوشش کریں گے ان کے حق میں بہتر ثابت ہوگی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ناشرین، قارئین اور مصنفین سبھوں کا یکساں تعاون ہمیں میسر آئے کیوں کہ گاڑی کا توازن اس کے تمام پہیوں پر ہی منحصر کرتا ہے۔

ناشرین کے علم میں یہ بات ہوگی کہ اردو زبان میں ہمارے بزرگوں اور اسلاف نے اتنا سرمایہ جمع کیا ہے کہ اگر خود انھیں چیزوں کو نک سک سے درست کر کے اور فنی مہارت کو بروئے کار لا کر مزید مفید معلومات کے ساتھ قارئین کے لیے فراہم کرنے کا عزم کریں تو ناشرین ایک بڑا کارنامہ انجام دیں گے۔ اسی طرح فارسی، عربی، ترکی اور انگریزی زبانوں کی تمام تعمیری کتب کے تراجم شائع کیے جائیں تو نئی نسل ایک بار پھر اپنی کھوئی ہوئی محرومی کو واپس پا سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج بھی بعض قابل مؤلف اور مصنف موجود ہیں جنھوں نے اردو زبان کی چند اہم کتابوں کی تدوین واشاعت کا کام کیا ہے۔ لیکن یہ سفر طویل ہے۔ اس سفر کو انتھک کاوشوں اور پرخلوص علمی تعاون (Contribution) سے ہی طے کیا جا سکتا ہے۔

ـــــــــــ ہم اردو کے تمام ہی طبقوں کے افراد کو موتیوں کی طرح ایک لڑی میں پرونا چاہتے ہیں تاکہ اردو طبقے کا ہر فرد خواہ جس فن سے تعلق رکھتا ہو، اردو کے فروغ میں اہم اور بہترین کردار ادا کر سکے۔

★ ★ ★ ★ ★

اعلان

★ اردو ناشرین سے گزارش ہے کہ اپنی مطبوعات کی مکمل فہرست "اردو بک ریویو" کو ارسال فرمائیں۔ نیز نئی مطبوعات کی فہرست بھی پابندی سے ارسال کرتے رہیں تاکہ "نئی کتب" کے کالم میں شائع کی جا سکے۔

★ مصنفین اور مضمون نگاروں سے گزارش ہے کہ رسالہ کو اپنی تخلیقات ارسال فرمائیں۔ اس کے لیے ادارہ ممنون ہوگا۔

(ادارہ)

JUSTICE MOHD. SARDAR ALI KHAN
CHAIRMAN

राष्ट्रीय अल्पसंख्यक आयोग
NATIONAL COMMISSION FOR MINORITIES
लोक नायक भवन (पांचवी मंजिल)
Lok Nayak Bhavan (Fifth Floor).
खान मार्किट, नई दिल्ली-110003.
Khan Market, New Delhi-110003.
दूरभाष/TEL : 4690592
फैक्स/Fax: 011-4693302
टेलेक्स/Telex: 31-74177 NCMI IN

۲۲/ ستمبر ۱۹۹۵ء

پیغام

یہ جان کر مسرت ہوئی کہ آپ ماہ اکتوبر ۱۹۹۵ء سے "اردو بک ریویو" کے عنوان سے ایک جریدہ کی اشاعت کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں جس میں صرف اردو کتابوں پر تبصرے نیز اردو کتابوں کی طباعت اور اشاعت کے مسائل پر مضامین شامل ہونگے۔ میری معلومات کے مطابق اردو زبان میں یہ اپنے موضوع اور مشمولات کے اعتبار سے پہلا جریدہ ہوگا۔

"اردو بک ریویو" اردو زبان میں ہونے والے تخلیقی، تصنیفی اور تالیفی کام سے اردو داں طبقے کو روشناس کرائے گا۔ اور اردو زبان و ادب کی صحیح سمت میں خدمت کر سکے گا۔ مجھے امید قوی ہے کہ اس کی یہی انفرادیت اسے اوج ثریا تک پہنچائے گی۔

جناب جاوید اختر صاحب، ناشر، "اردو بک ریویو" کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے عام روش سے ہٹ کر جو راہ اختیار کی ہے اس میں کامیاب و کامران ہوں۔

(جسٹس محمد سردار علی خاں)

کاغذ کی کمیابی — نصابی کتب کا بحران

★ اے۔ میچوے

ملک کی آزادی کے بعد پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ اسکول اور کالجوں کی نصابی کتابیں کم قیمت پر دستیاب نہیں ہو پا رہی ہیں۔ اس کا سہرا جہاں حکومت کی غلط پالیسی کے سر جاتا ہے وہیں وزارت مالیات اور کامرس کے مابین اس جدوجہد کی نظر ہوا ہے جو آئی۔ ایم۔ ایف اور ترقی یافتہ ممالک کو خوش کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے کم گرامیج کا (Low Grammage) کاغذ ملک میں دستیاب نہیں ہے۔ نصابی کتابیں اگر زیادہ گرامیج کے کاغذ پر شائع کی جاتی ہیں تو ظاہر ہے کہ اس کا بوجھ عوام برداشت نہیں کر سکتی۔ اس وقت وزارت تعلیم (Ministry of - Human Resource & Development) کا حال یہ ہے کہ وہ روایتی (Formal) اور غیر روایتی (Informal) تعلیم کے فروغ کے لیے کوشاں تو ہے لیکن نصابی کتابوں کے کاغذی بحران سے نمٹنے کے لیے اس کے پاس کوئی منصوبہ نہیں ہے۔

تقریباً ایک سال قبل ماحولیات کی تحفظ کے لیے کاغذ پیدا کرنے والے بڑے ممالک بالخصوص کینیڈا، سوئڈن، امریکہ وغیرہ نے یہ طے کیا تھا کہ ان کا ملک ۳۔۴ برسوں تک درختوں کے کاٹنے پر پابندی عائد کرے گا۔ جس کے اثرات بین الاقوامی منڈی پر یہ پڑے کہ کاغذ کے پلپ (Pulp) کی قیمت میں گراں قدر اضافہ ہو گیا۔ دریں اثنا ہماری حکومت نے بھی مختلف لابی کے دباؤ میں ہر قسم کے کاغذ کی برآمد (Export) سے پابندی اٹھالی۔ اس "لبرلایزیشن" (Liberalisation) سے کاغذ کے صنعت کاروں نے بین الاقوامی منڈی کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے اونچے گرامیج کے کاغذ کو تیار کرنے میں جُٹ گئے۔ کیوں کہ بعض ملکوں نے اپنے جنگلوں کی تحفظ کا فیصلہ کر لیا تھا۔ بعد ازاں رفتہ رفتہ کم گرامیج کا کاغذ جو کم قیمت کا کاغذ تھا بازار سے غائب ہونے لگا۔ ہندستانی کتابوں کی صنعت (Indian Book - Industries) عالمی منڈی کی طاقتوں کا شکار ہو گئی۔ جس نے ہمارے تعلیمی نظام کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا جو اس سے قبل اس طرح کے دباؤ سے بالکل آزاد اور خود کفیل رہا ہے۔ گزشتہ بیس سالوں سے سرکاری اور غیر سرکاری دونوں سطحوں کے ناشرین نے ان تھک کوششوں کے بعد تعلیمی اشیاء کی فراہمی کا ہدف حاصل کیا تھا اور اس معاملہ میں تقریباً وہ خود کفیل ہو چکے تھے۔ ہمارا واحد ملک تھا جس کا کوئی فرد امریکہ اور کچھ حد تک سابق سوویت یونین میں پرائمری سے لے کر پی ایچ ڈی تک سودیشی مطبوعات اور طباعتی اشیاء کی مدد سے جا سکتا تھا۔ ہم ان اشیاء کی تیاری کا ایک نظام بھی بنا چکے تھے جو روایتی اور غیر روایتی دونوں طرح کی تعلیم کے فروغ میں معاون ہوتا جس سے تقریباً ۲۰۰ ملین بچے اور نوجوان مستفید ہوتے۔ افریقہ، ایشیا اور جنوبی امریکہ کے بیشتر ممالک جو پوری دنیا کی ۸۰٪ فیصد آبادی ہے، ہمارے ملک کی طرف اس لیے دیکھ رہے تھے کہ ہم کم قیمت کے بہترین اور معلوماتی کتابیں شائع کرتے ہیں تاکہ ان کے معاشرے کا دانشورانہ اقتدار (Intellectual Sovereignty) برقرار رہ سکے۔ اس وقت جب کہ ساری دنیا پر انٹلکچول نوآبادیاتی کا خوف طاری تھا بھارت نے ہی ایک بڑے انسانی گروہ کو نشان راہ دکھائی تھی۔

مگر افسوس ......

"Nero fiddles while Rome burns."

★ مضمون نگار فیڈریشن آف پبلشرز اینڈ بک سیلرز ایسوسی ایشن ان انڈیا کے سابق صدر ہیں۔

نام نہاد لبرلائزیشن کے خوشنما الفاظ سے مدہوش بیورو کریٹس ایسے سحر زدہ ہوئے کہ صرف چند صد کروڑ کے کاغذی برآمد کی خاطر پچاس سالہ تعلیمی نظام کی محنت و کاوش پر پانی پھیر دیا۔ اس سے زیادہ افسوس کا مقام یہ ہے کہ ہم نے جس مکمل منصوبہ بندی کے تحت اپنی اسٹراٹیجی بنائی تھی اور جس کی وجہ سے یو۔ کے، امریکہ، فرانس، اور جرمنی وغیرہ ممالک میں ہماری کتابوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا تھا اور عالمی سطح پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہو رہے تھے، اس پالیسی سے بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ دنیا کی ۸۰٪ فیصد آبادی ۳ ڈالر سے زائد کی کتاب نہیں خرید سکتی۔ ہمارا واحد ملک ہے جو ۳ ڈالر کی کتاب شائع کر سکتا ہے۔ اس وقت بجائے اس کے کہ ہماری اس قوت کو مضبوط تر بنائی جاتی، ہمارے پالیسی ساز ادنیٰ منافع کی خوشی میں ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کر رہے ہیں اور اپنی جگہ مطمئن ہیں۔ وہ اس سے بے خبر ہیں کہ ان کی اس پالیسی نے ہندستان کے تعلیمی نظام کو کس قدر متاثر کیا ہے۔

بہت جلد جب بین الاقوامی منڈی میں کاغذ کی قیمت گرنے سے برآمد رک جائے گی تو ہمارے ملک میں کاغذ کی کمی تو نہ رہے گی لیکن اس وقت تک ہمارا تعلیمی نظام کلی طور پر تباہ ہو چکا ہو گا۔ آخر ہمارے منصوبہ ساز اس پہلو پر غور کیوں نہیں کرتے؟ حالاں کہ اُس وقت جب پیاز اور کافی کی قیمت بین الاقوامی منڈی میں تیز ہو گئی تو ہمارے ملک نے اس کی برآمد پر آیا پابندی عاید کر دی یا تخفیف سے کام لیا۔ لیکن اس کے برعکس کاغذی برآمد پر کیوں کر پابندی عاید نہیں کی گئی یا تخفیف سے کام لیا گیا تاکہ ہمارے ملک میں کتابوں کی صنعت زندہ رہ سکے۔ ایک بار اگر بازار میں نصابی کتابیں کمیاب ہو گئیں تو ورلڈ بینک یا آئی۔ ایم۔ ایف (IMF) ہمیں اس کے لیے قرض دینے کی بات کرے گا تاکہ اب ہندستان کو بھی وہ دن دیکھنا پڑے جب کہ ہمارے طلبہ کو یوروپ اور جنوبی امریکہ کی چھپی کتابیں پڑھنے کو دی جائیں گی۔ اگر ایسا ہوا تو جو کھیل افریقہ میں ورلڈ بینک کے قرضے کے تحت کھیلا گیا وہ ہندوستان میں بھی دہرایا جا سکتا ہے۔ اور صرف ایسا اس وجہ سے ہو گا کہ ہمارے ملک کے اقتدار میں اب کوئی نہیں ہے جو آزاد اور مستحکم ہندوستان کا خواب دیکھ سکے۔

اب جب کہ دنیا میں دانش ورانہ نوآبادیاتی (Intellectual Colonisation) کی قوت قائم ہو چکی ہے۔ ہمیں بھی اپنے موقف پر مستحکم رہنا چاہیئے۔ چند کروڑ روپے کے برآمدی منافع (Export Earnings) کی خاطر ہم اپنے دانش ورانہ اقتدار (Intellectual Sovereignty) اور آزادی کو داؤ پر نہیں لگا سکتے۔ حکومت کو فوری طور پر بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ کاغذ کے صنعت کاروں کو 60gsm کے کاغذ بنانے کی ہدایت کرنی چاہیئے کیوں کہ اس کی کھپت ہمارے یہاں کم قیمت کی نصابی کتابوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ کاغذی برآمد کے سلسلے میں ضروری ضابطے بھی متعین کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس پر فوری عمل درآمد نہیں کیا گیا تو اس کے نتیجے میں نہ صرف ہمارا اقتدار متزلزل ہو گا بلکہ ہماری تعلیمی سوچ اور خواندگی کی مہم بھی متاثر ہو گی۔

بدقسمتی سے لبرلائزیشن کو ہماری کمزوری کے لیے ایسا مترادف بنا دیا گیا ہے کہ اس میں پھنسنے کے بعد اس کے حصار سے نکلنا بھی دشوار ہو گا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا کیا لبرلائزیشن ہمارے ملک کی کتابوں اور دیگر اشیاء کو عالمی سطح پر فروغ دینے کا باعث ہو گا یا ہماری دانش ورانہ قوت جسے عالمی سطح پر عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے، کو فروغ دے سکے گا۔ یا اس سلسلے میں لبرلائزیشن ہماری دانش ورانہ قوت کو تحفظ فراہم کرنے کی ضمانت دے سکتا ہے۔ ہمارا شمار دنیا کے ان ممالک میں ہوتا ہے جن کے پاس بہترین تعلیمی و دانش ورانہ سرمایہ موجود ہے۔ ہمیں اسے نشو و نما دینا ہے اور اس قوت کو سمیٹ کر آگے بڑھنا ہے۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ کتابوں کی اشاعت ہی اس ہدف کے حصول کا واحد ذریعہ ہے۔ کیوں کہ ہندوستان کی آمدنی کے پیش نظر ہندوستانی ذہن کی نوآبادیاتی کے لیے بھی ایک بہترین نسخہ ثابت ہو گا۔

ہمارے منصوبہ سازوں کو اس کا کلی ادراک ہونا

بقیہ صفحہ ۱۷ پر۔

پبلشنگ اور فنی مہارت

عارف اقبال

موجودہ صدی کو علمی دھماکے (Knowledge Explosions) کی صدی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ جتنی سرعت کے ساتھ ہر طرح کی معلومات اور خبروں کو مختلف صورتوں میں جمع اور محفوظ کرنے کا کام رواں صدی میں انجام پا رہا ہے اس سے قبل کبھی نہیں ہوا۔ ہمارے ملک میں دیگر بیرونی ممالک کی زبانوں کی معلومات ملک کی ۱۵ زبانوں میں منتقل کرنے کا کام چل رہا ہے۔ لیکن آج بھی انگریزی زبان کی کتابیں سب سے زیادہ شائع کی جاتی ہیں جن میں ہر موضوع پر کتابیں دستیاب ہیں۔ دیگر ممالک کی انگریزی کتابوں کا بھارتی ایڈیشن (قانونی اور غیر قانونی دونوں) ریلوے بک اسٹالوں سے لے کر بڑے کتب خانوں میں بھی پائی جا سکتی ہیں۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ انگریزی و دیگر زبانوں کے ناشرین کو اس کا مکمل ادراک ہے کہ کتابوں کی اشاعت ایک باوقار اور سنجیدہ پیشہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب کی طباعت اور اشاعت میں فنی مہارت کی جھلکیاں جہاں، بیرونی ممالک کی کتابوں میں نمایاں ملتی ہیں، وہیں ہمارے ملک میں بھی طباعت اور اشاعت کا معیار بعض اہم ناشرین کے یہاں پوری یکسوئی سے ملحوظ رکھا جاتا ہے بلکہ بھارت کی بعض انگریزی کتب کے ناشرین کی کتابیں معلومات اور گٹ اپ کے اعتبار سے بیرون ممالک کی اشاعتی کمپنیوں سے مسابقت کر رہی ہیں۔

اس کے برعکس اردو ناشرین کی صورت حال قابل رحم ہے۔ چوں کہ ابھی اردو اشاعتی گھروں کی زبوں حالی کا رونا مقصود نہیں ہے اور نہ ہی ان اداروں کے اضمحلال کے تاریخی عوامل اور روز افزوں انحطاط کا جائزہ لینا ہے بلکہ چند ایسے نکات پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے جن پر غور کرنے اور انھیں برتنے سے کچھ اصلاح حال کی توقع کی جا سکتی ہے۔ یہ نکات ذیل میں دیئے جا رہے ہیں۔

(۱) ناشرین کو چاہیئے کہ پہلے یہ طے کرلیں کہ انھیں کن کن عنوانات کے تحت کتابیں شائع کرنی ہیں تاکہ انھیں حدود واربعہ میں رہتے ہوئے بہتر اور معیاری کتابیں شائع کی جا سکیں۔

(۲) متعین عنوان یا عنوانات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بہتر مصنفین اور تجربہ کار افراد کا انتخاب ناگزیر ہے۔ کوئی ضروری نہیں کہ ممتاز اور شہرت یافتہ مصنفین کی ہی خدمات لی جائیں بلکہ سیکڑوں کی تعداد میں ایسے افراد موجود ہو سکتے ہیں جن کو اگرچہ ابھی تک مصنف یا مترجم ہونے کا شرف حاصل نہیں ہوا ہے لیکن ان کے اندر بہترین صلاحیتیں پوشیدہ ہیں جنھیں شناخت کرنے کی ضرورت ہے۔

(۳) کتابیں ایسے موضوعات کے تحت تصنیف کرانی چاہیئں جو ہمارے مسائل کو اجاگر کرنے اور انھیں حل کرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے لیے علمی سرمایہ ثابت

اعلان

اُردو ناشرین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ "تبصرہ کتب" کے کالم میں اپنی کتابوں پر تبصرہ کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے ارسال فرمائیں۔

(ادارہ)

ہوں تاکہ نسلاً بعد نسلٍ بھی ان سے استفادہ کیا جاتا رہے۔

(۴) کتاب کی زبان سلیس اور بیان میں شگفتگی ضرور ہونی چاہیئے لیکن ادبی معیار سے کسی بھی درجہ میں کم تر نہ ہو۔

(۵) عربی اور فارسی کتب کے ذخیروں میں سے اہم کتابوں کے تراجم شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ نئی نسل قدیم علمی ورثہ سے مستفید ہو سکے۔

(۶) کتابوں کی ترتیب و تدوین اس طرح کی جائے کہ ریسرچ اسکالرز اور عام قارئین دونوں کے لیے یکساں مفید اور کارآمد ہوں۔ مثلاً اشاریہ (Index) کتابیات (Bibliography) اور دیگر ضروری معلومات وغیرہ۔

(۷) عام طور پر اردو ناشرین کے یہاں کتابوں کے مسودے مصنف یا مترجم سے حاصل کرنے کے بعد کسی کاپی ایڈیٹنگ یا پروف ریڈنگ کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ حالاں کہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ کتاب کا مسودہ زبان و قواعد اور ادبی معیار پر ابتدا میں مکمل ہو کیوں کہ مصنف فکر و خیال عطا کرتا ہے لہٰذا اس کے تحریر کردہ مسودے میں غلطیاں ہو سکتی ہیں خواہ تکنیکی نوعیت ہی کی کیوں نہ ہوں۔ لہٰذا کتابی شکل میں لانے کے لیے، ابتدا ہی میں کاپی اڈیٹر اور پروف ریڈر کے ذریعے مسودے کو نِک سُک سے درست کرا لینا بہتر ہوتا ہے۔ کتاب کا سائز، سطروں کا تناسب اور جلی و خفی حروف کی نشاندہی وغیرہ کی مکمل منصوبہ بندی کے بعد ہی صاف ستھرہ مسودہ کاتب یا کمپوزیٹر کے حوالہ کیا جانا چاہیئے۔ ایسا کرنے سے بعد کی بہت سی زحمتوں سے نجات مل سکتی ہے۔

(۸) ناشرین عام طور پر مصنفین کے حق المحنت یا رائلٹی کی ادائیگی میں انتہائی سستی اور کوتاہی سے کام لیتے ہیں حالاں کہ مصنف کو طے شدہ رقم کی ادائیگی کے باوجود جو خدمت وہ انجام دیتا ہے اس کی حقیقی ادائیگی ناممکنات میں سے ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں ناشرین کو خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔

درسی کتب:

(۹) جو ناشرین درسی کتب (Text - Books) شائع کر رہے ہیں یا اس سمت آنا چاہتے ہیں انھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ایک اہم لیکن مشکل ترین فن ہے۔ کیوں کہ انھیں کتابوں کو پڑھ کر ایک نسل پروان چڑھتی ہے اور ان کی فکری، ذہنی، ادبی اور علمی اٹھان پر یہ کتابیں براہ راست اثر انداز ہوتی ہیں۔ لہٰذا اس میدان میں کام کرنے والوں کو انتہائی سنجیدگی کے ساتھ درسی کتب شائع کرنے کا عزم کرنا چاہیئے۔

(۱۰) کوشش کی جائے کہ ہر کتاب ISBN (بین الاقوامی اسٹینڈرڈ بک نمبرنگ) کے تحت شائع کی جائے۔

(۱۱) جب کسی نئی کتاب کا اجرا (Release) کیا جاتا ہے تو اس کے ۳۰ دنوں کے اندر ملک کی چار بڑی پبلک لائبریریوں کو کم سے کم ایک عدد کتاب بھیجنی ضروری ہوتی ہے ورنہ The Delivery of Books (Public Libraries) Act 1954 کے تحت قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے لہٰذا ہر ناشر کو لازماً کتابیں بھیجنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ جہاں ہم قانونی طور پر اپنی ذمہ داری سے بری الزمہ ہو جاتے ہیں۔ وہیں ہماری کتابیں کم سے کم ملک کی چار بڑی لائبریریوں کی فہرست (Catalogue) میں درج ہو جاتی ہیں جو بعد میں اردو ناشرین کی سروے رپورٹ میں بھی درج کی جا سکتی ہیں۔ بہتر ہوتا کہ اردو ناشرین دیگر اہم لائبریریوں کو بھی بطور تحفہ اپنی نئی کتاب کا کم سے کم ایک نسخہ بھیجنے کا اہتمام کرتے۔

(۱۲) کتابوں کا سائز، کاغذ کا معیار، کتابت یا کمپوزنگ، طباعت اور جلد بندی وغیرہ کے بارے میں فی الوقت کچھ عرض کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ خود ناشرین اور قارئین دونوں اس بات کے قائل ہیں کہ مواد اور گٹ اپ کے لحاظ سے بہر حال کتاب معیاری اور خوبصورت ہو۔ چوں کہ اس وقت ہمارا عنوان ذرا مختلف نوعیت کا ہے لہٰذا فی الحال اس سلسلے میں کچھ کہنا عبث ہوگا۔

(۱۳) کتابوں کی قیمت کے سلسلے میں عام طور پر قارئین کو بڑی شکایت رہتی ہے۔ لیکن انگریزی ناشرین کے مقابلے میں اردو ناشرین کا حال اتنا برا نہیں ہے۔ حال ہی میں دہلی بک فیئر کے موقع پر امریکہ میں چھپی ایک کتاب تقریباً ۳۰۰ صفحات کی تھی، قیمت معلوم کیا تو ۱۶۵۰/- روپے ڈسکاؤنٹ کے بعد بتایا گیا۔ حالاں کہ کتاب عام سی تھی کسی خاص فرقے سے متعلق۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک صفحہ کی قیمت تقریباً

بقیہ صفحہ ۱۹ پر

ORIENTAL BOOK BINDERS

اورینٹل بک بائنڈرز

ہر قسم کی لیدر بائنڈنگ، ریگزین بائنڈنگ، گتہ اور پیپر بیک بائنڈنگ فنی اعتبار سے اور پوری ذمہ داری سے کی جاتی ہے۔

موزوں اور واجب اجرت پر عمدہ کام کا اہم مرکز

AHAD ENTERPRISES

احد انٹرپرائزز

☆ آفسیٹ پرنٹنگ کی دنیا میں ایک معمر نام

☆ آفسٹ طباعت کا کام نہایت اطمینان بخش طریقے سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا جاتا ہے

ایک ہی چھت کے نیچے طباعت اور بائنڈنگ، وقت کی پابندی اور عمدہ کام کی ضمانت

Contact :
2609, Baradari Sher Afghan, Ballimaran, Delhi-110006
Phone : 2923110, 2919875

پرنٹنگ پریس

جدید پرنٹنگ سسٹم کے رجحانات

گزشتہ چند برسوں میں پرنٹنگ سسٹم میں جو غیر معمولی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں انھیں انقلابی تبدیلیاں کہی جا سکتی ہیں۔ کمپیوٹرائزڈ سسٹم، پی۔ سی (PC) اور پریس کے درمیانی خلا، کو پُر کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ آفسیٹ کی طباعت اب روایتی سسٹم سے بہت آگے جا چکی ہے۔ باالخصوص جدید تکنیک نے چھوٹے آفسیٹ سسٹم (Offset System) کو بری طرح متاثر کیا ہے کیوں کہ تجارتی دنیا میں کوالیٹی پرنٹنگ کی ہی مانگ کی جاتی ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ معیار کی بلندی کو بھی چھو لینے کا دعویٰ کرتی ہے۔ لہٰذا جدید تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسابقت (Competition) کے اس دور میں پرنٹنگ پریس میں جدید اور انقلابی تبدیلیاں لائے بغیر آگے بڑھنا محال ہوتا جا رہا ہے۔

Sheetfed Offset Machines

کافی عرصہ سے آٹومیٹک سسٹم کے تحت مشینیں تیار کی جاتی رہی ہیں لیکن اب اس کی اہمیت اس کے کمپیوٹرائزڈ ہونے کے بعد زیادہ ہو گئی ہے۔ اس سسٹم نے جہاں ملٹی کلر مشینیں، کاغذ کی سیٹنگ، ڈیلیوری، فارمیٹ، سلنڈر کا دباؤ، پلیٹ تبدیل کرنے، روشنائی کی مناسب ترسیل، Fonts Control (حروف) اور رجسٹریشن وغیرہ کو خصوصی اہمیت دیا ہے وہیں ریموٹ کنٹرول نے اس سسٹم کو غیر معمولی اہمیت کا حامل بنا دیا ہے۔

جاپان کی تکنیکی سسٹم میں سب سے کم رفتار کی مشینیں تیار ہوتی رہی ہیں۔ اب وہاں بھی اپنے سسٹم میں بہتیرے جدید تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ جرمنی بھی اب جاپان کی طرح سوچنے لگا ہے۔ اس وقت شیٹ فیڈ مشینوں کی رفتار ۱۸،۳۰۰ فی گھنٹہ فی دباؤ ہے جب کہ بڑے فارمیٹ کی مشینوں کی رفتار ۱۴،۰۰۰ فی گھنٹہ فی دباؤ ہے۔ لیکن طباعتی دنیا میں اب اس سے زیادہ سرعت کو ترجیح دی جا رہی ہے تاکہ کم وقت میں زیادہ اور بہتر پروڈکشن ہو۔ اب چار کلر کی مشینوں میں وارنیشنگ اور آٹومیٹک ڈرائر کا سسٹم بھی ہو گیا ہے۔ اس سسٹم میں پلیٹ کی تبدیلی کا عمل صرف ۳ تین منٹ میں پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے۔ جس سے وقت کی بے انتہا بچت ہوتی ہے۔ چھ کلر کی مشینیں بھی اب عام طور پر دستیاب ہیں۔

Web Offset Prining Machines

اس سسٹم کی مشینوں میں چوں کہ کاغذ کی ریلیں استعمال کی جاتی ہیں لہٰذا اس کی رفتار زیادہ تیز ہوتی ہے اور پروڈکشن کافی سرعت کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ مشینیں باالخصوص اخبارات و رسائل وغیرہ کی طباعت کے لیے زیادہ موزوں ہیں۔ اب اس طرح کی مشینوں کی مانگ زیادہ بڑھ رہی ہے تاکہ انھیں آپریٹ کرنے میں آسانی ہو، وقت مزید کم صرف ہو۔ پروڈکشن کی رفتار انتہائی تیز ہو، معیار بہتر اور صرفہ بھی کم سے کم ہو۔ ان باتوں کے پیش نظر اب ویب آفسیٹ میں ایسی مشینیں بھی تیار ہونے لگی ہیں جن کی رفتار ایک لاکھ فی گھنٹہ فی دباؤ ہے۔

طباعت کی دنیا میں الکٹرونک سسٹم سے جو تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں انھیں مسلسل دیکھتے رہنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم بھی طباعتی صنعت کے بدلتے ہوئے جدید رجحانات کو سمجھ سکیں اور پوری طرح ان سے استفادہ کر سکیں۔ پرنٹرز کی

بقیہ صفحہ ۳۲ پر

لمحے بھر کا ہم سفر

تبصرہ: عفت ممتاز

نام کتاب: لمحے بھر کا ہم سفر، مصنف: محمود عالم، صفحات: ۱۳۸
قیمت: ۵۰/- روپے۔ (عام اڈیشن) ۷۵/- روپے (لائبریری) ناشر: دین و دانش پبلی کیشنز، دہلی
تقسیم کنندگان: مکتبہ ذکریٰ، ۲۱۴۱، مٹیا محل، دہلی ۶ ، بک ایمپوریم، سبزی باغ، پٹنہ ۴

محمود عالم صاحب کا افسانوی مجموعہ "لمحے بھر کا ہم سفر"، نئی نسل کی ایک اہم ضرورت کو پوری کرتا ہے۔

آج جب کہ ٹی۔ وی راشن سے زیادہ ضروری سمجھا جانے لگا ہے اس طرح کے ادب پاروں کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے جس میں دل چسپیاں بھی ہوں، تفریح بھی اور آبِ حیات کے قطرے بھی۔

۱۹ افسانوں کے اس مجموعہ کو پڑھ کر افسانہ نگار کے بارے میں یہ واضح ہوتا ہے کہ موصوف اس نسل سے تعلق رکھتے ہیں جو آج کی آلودہ سماج پر افسوس اور نکتہ چینی ہی نہیں کرتا بلکہ اسے پاکیزہ اور با اصول بنانے کی تگ و دو میں ہے۔

اس مجموعہ کے بعض افسانے فن اور فکر کے حسین امتزاج کی انتہا پر ہیں۔ بعض میں یہ رشتہ کمزور ضرور ہے لیکن انفرادی حیثیت سے وہ بھی مسلّم ہیں۔

افسانہ 'تابوت' میں علامیت سے کام لے کر افسانہ نگار نے جس طرح فن اور فکر کو یکجان کیا ہے اس کا جواب نہیں۔ ملتِ اسلامیہ سے اس روح کا نکل جانا جو غلبۂ حق، دعوت الی اللہ اور قیامِ نظامِ الٰہی کے لئے مطلوب ہے اور جسے اللہ کے کلام کے ذریعہ ہی واپس لایا جا سکتا ہے۔ لیکن طاغوتی نظام اور اس کے سرکردہ افراد کیونکر اس کی اجازت دے سکتے ہیں۔ یہ افسانہ قاری کو گہرے غور و فکر اور عمل کی دعوت دیتا ہے۔

'لاٹری' میں جو تجسس ہے اور جس طرح اس کا خاتمہ ہے وہ فنی اعتبار سے بہت بلند ہے۔ اختصار، نقطۂ عروج اور خاتمہ۔ کہیں جھول نہیں۔

سنیما بینی کے لئے والدین اور بزرگوں کے لعن طعن تو عام ہیں۔ لیکن جس ڈھنگ سے افسانہ نگار نے پیش کیا وہ اس بات کا غماز ہے کہ انھیں دعوت و اصلاح کے نفسیاتی پہلو پر بھی قابو ہے۔ انسان کی فطری شرم و غیرت اور غیر اسلامی افکار و طرز یکجا نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ دینِ اسلام عین فطرت ہے۔

'کاغذی ہے پیرہن' میں افسانہ نگار نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ یہی گِلہ ہے کہ کیوں خدا "یکی را گنج و نعمت می دہد۔ و دیگری در حسرتِ نان جاں می دہد" یہ کیوں ہماری محدود اور ظاہری نظر میں نہیں سما سکتی۔ اس کی ہر شے خالقِ ارض و سماء کے ہاتھ میں بس اس کاغذ کے جہاز کی طرح ہے جسے افسانے کی ننھی بچی توڑ کر کہتی ہے 'آپ سے مطلب؟ آپ کا تھا کیا؟ میرا تھا۔ میں نے توڑ دیا۔'

افسانہ 'سزا' دعوت کے اس پہلو پر روشنی ڈالتی ہے کہ دعوتِ حق اور طرزِ اسلامی میں جو سکون و طمانیت ہے اس کا بدل نہیں اور وہ جزائے آخرت کے علاوہ ہے۔

'خون' میں انھوں نے یہ باور کرایا ہے کہ قدرت نے ہر چیز کو اس دنیا میں دلبری عطا کی ہے اور بظاہر معمولی، کمزور جسم یا ناقص اعضاء کے افراد بھی ہرگز اس سے مستثنیٰ نہیں۔

'بہت دیر کی' افسانہ بالکل گھسی پٹی بات اور انداز پر مبنی ہے۔

'معیار' میں فن کار نے جن تلخ حقائق کو پیش کیا ہے اس سے ان لوگوں کے 'معیار' کا علم ہوتا ہے۔ جو راہِ

صوفی سلسلے کا ایک روشن نقش

تبصرہ: منصور آغا

کتاب: حضرت قادری قمیص اعظمؒ حیات و کرامات'
مؤلف: الحاج علامہ اخلاق حسین دہلوی مرحوم۔
ناشر: سیّد شاہ عبدالباسط قمیصی قادری سجادہ نشین و شاہ عبدالقیوم قمیصی قادری وغیرہ،
پتہ: رحیم گلشن، چوک پیرزادگان، ساڈھورہ، ضلع یمنا نگر، ہریانہ، پن کوڈ ۱۳۳۲۰۴۔

برصغیر ہند و پاک کا چپہ چپہ بزرگ صوفیا و اتقیاء علماء و فضلاء اور مصلحین سے معمور رہا ہے جا بجا ان کی خانقاہیں اور مزارات ملتے ہیں۔ بعض کے قائم کردہ مدرسوں کے بھی آثار اور کتب سیر و تاریخ میں تذکرے ملتے ہیں ان پاک نفوس میں سے بعض کو وہ مقبولیت اور محبوبیت حاصل ہوئی کہ ان کا ڈنکا چہار دانگ ہے۔ صدیاں گزر گئیں مگر ان کے مزار اور آثار مرجع خلائق ہیں خلق خدا کا سیل رواں ہے کہ زیارت کو چلا آتا ہے اور ان کا سلسلہ فیض جاری ہے۔ جو جیسی نیت اور ارادے سے رجوع کرتا ہے ویسا ہی نفع پاتا ہے اور آج بھی ان کے توسل سے ہزاروں کو روٹی روزی مل رہی ہے۔ ان بزرگوں میں حضرت خواجہ اجمیریؒ، حضرت نظام الدین اولیاؒ، بابا فرید گنج شکرؒ کے نام نامی سے کون واقف نہیں۔ لیکن کچھ صاحبان کمال ایسے بھی گزرے ہیں کہ بمصلحت خداوندی جن کا آج کچھ نام و نمود باقی نہیں اور بعض کے بس کچھ آثار ہی ملتے ہیں۔ تفصیلی حالات و کمالات اور خدمات دستیاب نہیں، بعض کے صرف مزارات باقی ہیں ان پر چادر خوشبو روشنی، اور منتوں کے لیے حاضری کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن جو حالات ملتے ہیں وہ مدلّل و مستند نہیں رہے عقیدت مندوں کے بیانات تو ان کا کیا ٹھکانہ۔ ان میں ایسی ایسی مافوق الفطرت باتیں مذکور ہیں کہ جن پر یقین کرنا ممکن نہیں۔ اندھی عقیدت نے ان کو ان کے مقام بزرگی سے گرا کر حقیر چڑیوں اور پرندوں کے مقام پر پہنچا دیا وہ یہ نکتہ نہ سمجھے کہ یہ بزرگ اللہ کی طرف سے بھیجی گئی رشد و ہدایت کے روشن چراغ تھے۔ اور اس ہدایت کا مقصد اخلاق و ایمان کی اصلاح و سالمیت ہے شعبدہ بازی نہیں۔ کمال انسانیت کامل اتباع شریعت ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ سچ ہے پیر صاحب اڑتے نہیں۔ ان کے مرید اڑاتے ہیں اللہم حفظنا ان صوفیا کی اہمیت یہ ہے کہ وہ میل ملاپ کا مرکز ہوا کرتے تھے۔ ان کا پیغام محبت اور فیض عام تھا، وہ انسانیت کے علمبردار اور شرف انسانیت کے روشن مینار تھے ان کے دربار میں مذہب و ملت کی کوئی قید نہ تھی۔ جو آتا فیض پاتا۔ گویا وہ صاف و شفاف اور شیریں چشمہ آب تھے جس کو چاہے جتنی پیاس ہو آئے اور سیراب ہو کر جائے۔

حضرت قادر قمیص اعظم قادریؒ ایک ایسے ہی قابل رشک ہستی والے بزرگ تھے ان سے ایک خلقت فیض یاب ہوئی اور ہو رہی ہے۔ لیکن ان کے احوال و واقعات بہت کم ملتے ہیں جو ہیں، وہ مستند کم ہیں۔ حضرت قمیص اعظم اکبر کے دور کے بزرگ ہیں (سنہ ولادت ۹۲۱ھ/۱۵۱۴ء اور سنہ وفات ۹۹۲ھ/۱۵۸۴ء ہے، اور اکبر ۱۵۵۶ء میں مسند نشین ہوا) یہ فتنۂ 'دینِ الٰہی' کا دور ہے۔ حضرت نے اس پر آشوب دور میں ایمان و سالمیت کا پرچم بلند رکھا اور خلق خدا کی اخلاقی تربیت کا وہ کارنامہ انجام دیا جس کے اثرات آج

تک جاری ہیں۔

حضرت سلسلہ قادریہ کے اولین اور نہایت اہم بزرگ ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب حضرت غوث اعظمؒ پیران پیر دستگیر قادری بغدادی سے ملتا ہے۔ جن کو عرف عام میں بڑے پیر صاحب کہا جاتا ہے۔ ان کے والد ماجد ابوالحیاتؒ ہندستان آئے اور سلطان بنگالہ شاہ حسین نے ازراہ احترام اپنی دختران کے نکاح میں دے دی۔ جن کے بطن سے تین بیٹے ہوئے۔ حضرت قمیص اعظم ان کے منجھلے بیٹے ہیں اور اہم ترین ہیں۔ ان کی پہلی شادی حقیقی ماموں نصیب شاہ کی بیٹی سے ہوئی۔ چناں چہ شاہی خاندان کے نواسے بھی ہوئے اور داماد بھی۔ زندگی جس قدر چاہتے عیش و عشرت میں گزارتے۔ مگر طبیعت مادیت اور لوازمات شاہی سے بیزار تھی، اور فطرتاً ریاضت و عبادت اور اصلاح بندگان خدا کی طرف مائل تھی، چناں چہ سب عیش و آرام چھوڑ چھاڑ کر نکل پڑے۔ پہلے حج بیت اللہ سے سرفراز ہوئے اور پھر وطن سے دور پنجاب کے غیر مانوس خطہ میں ایک خاموش مقام کو اپنا مسکن بنالیا۔ ساڈھورہ ہماچل پردیش کی سرحد کے پاس ہریانہ کا ایک قدیم قصبہ ہے نہایت پر فضا مقام ہے۔ قدیم باشندگان قصبہ میں خصوصاً اور اہل علاقہ میں عموماً تواضع انکسار اور نیک خوئی رچی بسی ہے۔ عجب نہیں کہ یہ حضرت کا ہی فیض تربیت ہو جس کے اثرات نسلاً بعد نسلٍ چلے آتے ہیں۔

تقسیم وطن کے ہنگامہ میں یہ قصبہ الٹ پلٹ ہوگیا۔ جس قصبے میں ۵۵ مسجدیں آباد تھیں وہاں ۵ مسلمان بھی نہ رہے۔ حضرت کے خاندان والے یا تو مارے گئے یا پاکستان چلے گئے البتہ ایک بزرگ سید شاہ عبدالباسط قمیصی و قادری ہندستان میں جمے رہے، ہنگامہ قتل و غارت فرو ہوا اور کچھ جماجمی ہوئی تو یہ صاحب حوصلہ کر کے ساڈھورہ لوٹ آئے۔ حالات یہ تھے کہ اپنے کم تھے، اجنبی زیادہ۔ مگر قدیم مقامی ہندو باشندوں نے سر آنکھوں پر بٹھایا۔ پرانی عقیدت و احترام آج بھی برقرار ہے ان کے چار صاحبزادگان بھی یہیں آباد ہیں۔ شاہ صاحب اب چراغ سحری ہیں اور ان کے بڑے صاحبزادے سید شاہ عبدالقیوم قادری قمیصی نائب سجادہ نشین ان کے قائم مقام ہیں۔ ہر سال ۹/۱۰/۱۱ ربیع الاول کو عرس کی تقریبات میں لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے اور خوب سماں بندھتا ہے۔ شرکاء کی غالب اکثریت غیر مسلموں کی ہوتی ہے جو حضرت کے آستانے سے رشتہ عقیدت رکھتے ہیں۔

علامہ اخلاق حسین دہلوی مرحوم نے بڑی کدوکاوش سے حضرت کی حیات پاک اور کمالات سے متعلق منتشر روایات کو ترتیب دے دیا ہے اور ان کا محاکمہ بھی کیا ہے۔ مرتب صاحب نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ اس باب میں یہ حرف اول ہے حرف آخر نہیں اور تحقیق کا میدان کھلا ہوا ہے۔ کتاب میں بہت سے مندرجات سے صوفیائے کرام سے مؤلف مرحوم کی گہری عقیدت مندی کا کھلا اظہار ہوتا ہے ان کا اسلوب نگارش بڑا کھرا اور دل نواز ہے۔ کتاب پڑھتے جایئے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ باغیچہ میں کلیاں چٹک رہی ہیں اور فضا میں خوشبوئیں بکھر رہی ہیں۔ یہ کتاب جو انھوں نے زندگی کے بالکل آخری ایام میں لکھی اور شائع ہوئی دہلی کی ٹکسالی اردو کا بہترین نمونہ ہے۔ کتاب میں اس دور کے بہت سے سیاسی اور سماجی حالات بھی ضمناً آگئے ہیں۔ ساڈھورے کا جغرافیہ، وہاں کے موجودہ حالات اور تقسیم وطن کے انجام بد کے کچھ شواہد بھی اس میں آگئے ہیں کتاب کیا ہے ایک گلدستہ ہے۔ نہایت مفید معلومات سے پُر، دل چسپ اور ادبی پیرائے سے آراستہ، خوش عقیدہ حضرات کے لیے تو یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ اہل ذوق کے لیے بھی خاصا سامان دل بستگی اور غور و فکر کا مواد اس میں موجود ہے۔ کتابت روشن، طباعت اور کاغذ عمدہ ہے البتہ پروف کی غلطیاں کھلتی ہیں سرورق پر درگاہ شریف کا سطری نقش خاصا دیدہ زیب ہے۔ جس میں صوفیت کی رعایت سے سادگی بھی ہے۔ مجموعی اعتبار سے قیمت ۳۵ روپے زیادہ نہیں بلکہ کم اور بہت کم ہے .....

بشکریہ قومی آواز، نئی دہلی

مستقبل بینی کی ایک کوشش

تبصرہ: پروفیسر سید محمد سلیم
ایڈیٹر "افکار معلم"، لاہور۔

نام کتاب: اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلنج مصنّف: اسرار عالم
صفحات: ۱۲۸ قیمت: ۲۵/- روپے ناشر: دین و دانش پبلی کیشنز، دہلی
تقسیم کنندگان: مکتبہ ذکریٰ، ۲۱۴، مٹیا محل، دہلی ۶، دانش بک ڈسٹری بیوٹرز، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

مسلمانوں میں جو لوگ جدید سیاسی مسائل سے باخبر ہیں، انھیں معلوم ہے کہ مغرب کے سیاسی حلقوں میں اب یہ بات برملا کہی جارہی ہے کہ آئندہ صدی مغربی تہذیب کے غلبے کی صدی ہے۔ دوسری ساری تہذیبیں اس کے سامنے سرنگوں ہوجائیں گی۔ اسلامی تہذیب کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے، جس سے تصادم متوقع ہے۔ آں جہانی سابق صدر نکسن نے اس موضوع پر کتاب بھی لکھی ہے۔

مسلمانوں میں بہت کم لوگوں کو آنے والے تصادم کا شعور ہے۔ جن کا وہ اپنی مجلسوں میں ذکر کر لیتے ہیں۔ مگر کسی صاحب نے اس موضوع پر کتاب لکھی ہو، اس کا علم نہیں۔ ابھی حال ہی میں دہلی ہندوستان سے ایک کتاب موصول ہوئی ہے "اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلنج" جس کے مصنف اسرار عالم صاحب ہیں۔ کتاب پڑھنے سے اندازہ ہوا کہ وہ متبحر عالم ہونے کے ساتھ ساتھ مغربی علوم حتیٰ کہ سائنسی علوم سے بھی بخوبی واقفیت رکھتے ہیں۔ ان کا تناظر علمی بہت وسیع ہے۔ قرآنی بصیرت ان کو حاصل ہے۔ اس لیے اس موضوع پر قلم اٹھانے کا وہ استحقاق رکھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: "مغربی تہذیب پانچ صدی قبل وجود میں آئی — نشاۃ ثانیہ (Renaissance) کے بعد یہ مذہب دشمنی، مادیت، لادینیت، عقل پرستی کی راہ پر چل پڑی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ مختلف قوموں کو اپنی کارگزاری دکھانے کے لیے طویل مدت حیات عطا کرتا ہے۔ گزشتہ پانچ صدیوں میں مغربی تہذیب اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے۔ مگر ساتھ ہی وہ مادیت، لادینیت اور خودغرضی کے جال میں بری طرح پھنس چکی ہے۔ اب وہ اس راستہ سے مڑ نہیں سکتی۔ اس کی تباہی اور غارت گری سامنے نظر آرہی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قوم عاد اور ثمود کو غارت کر دیا تھا قوم لوط کی تباہی تو اس تہذیب سے بہت قریب نظر آرہی ہے۔ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ (ھود ۸۹) ان قوموں کو اللہ نے تباہ کر دیا۔ اور انھوں نے دنیا میں بہت فساد پھیلایا۔ آخرکار تیرے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب گھات لگائے ہوئے ہے۔"

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہوگا

ماضی کی کسی قوم نے اس قدر تباہی نہیں پھیلائی جتنی کہ یہ تہذیب پھیلا رہی ہے۔ ماضی کی قوموں کا دائرہ محدود تھا۔ کوئی ایک ملک یا کوئی ایک خطہ۔ یہ عالمی تہذیب ہے۔ اس کی تہذیب عالمی ہوئی۔ ہتھیاروں کے معاملہ میں اور اس سے بڑھ کر ماحول کو خراب اور گندہ کر دینے کے معاملہ میں۔ انسان کا دم گھٹ رہا ہے۔

جہانِ نَو ہو رہا ہے پیدا یہ عالم پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ

اس مقام پر پہنچ کر اکثر لوگ سوال کرتے ہیں کہ کیا دنیا باقی رہے گی؟ کیا انسان باقی رہے گا؟ ایسے لوگوں کا گمان ہے کہ دنیا کا خاتمہ ہوجائے گا۔ تو کسی انسانی تہذیب کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار نہیں دیا ہے کہ وہ اس دنیا کو تباہ و غارت کر دے۔ ہاں وہ محدود اختیارات کے تحت تباہی اور غارت گری پھیلا سکتی ہے۔ بالکل ختم نہیں کر سکتی۔ ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی دنیا سے اور اپنی مخلوق سے بے خبر ہو بلکہ وہ تو گھات لگائے بیٹھا ہے۔ (سورۃ الفجر) بقیہ صفحہ ۱۹ پر

DANISH BOOK DISTRIBUTORS

دانش بُک ڈسٹری بیوٹرز

اگر آپ تاجران کتب ہیں، یا انفرادی طور پر گھر بیٹھے اردو اور دیگر

زبانوں کی کتابیں حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں مطلع فرمائیں

معرّیٰ و مترجم قرآن مجید، اور اردو، انگریزی اور ہندی میں اسلامی،

درسی، ادبی، تکنیکی اور دیگر موضوعات کی کتابوں کا اہم سینٹر

آرڈر دیتے وقت

براہ کرم کتاب کے ساتھ مصنف اور پبلشر کا نام بھی درج فرمائیں۔

آرڈر کے ساتھ سو روپے بطور پیشگی بذریعہ M.O روانہ کریں۔

Contact

DANISH BOOK DISTRIBUTORS

1739/3, (Basement) New Kohinoor Hotel, Pataudi House,

Darya Ganj, New Delhi-110002

سب بدمعاشی ہے.....

تبصرہ: عارف اقبال

نام کتاب: لجّا مصنفہ: تسلیمہ نسرین صفحات: ۱۸۴
قیمت: ۴۰/- روپے (پیپر بیک) ناشر: ڈائمنڈ پاکٹ بکس، نئی دہلی ۲۰
ڈسٹری بیوٹرز: پنجابی پستک بھنڈار، دریبہ کلاں، دہلی ۶

یہ کتاب اپنے متنازع مواد کے سبب اب خواص اور عوام میں غیر معروف نہیں رہی ہے۔ بھارت میں بنگلہ، انگریزی اور ہندی زبانوں کے بعد اب اردو ایڈیشن بھی سرِعام فروخت کیا جارہا ہے۔ حال ہی میں اس کتاب کا جو اشتہار شائع ہوا ہے اس میں اسے "شاہکار ناول" کہا گیا ہے۔ حالاں کہ ہر پبلشر کو سوچنا چاہیئے کہ سنسنی خیز اشتہار شائع کرا کر وہ ایک بار تو قارئین کو دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن اس کے بعد خود ان کی ساکھ مجروح ہونے سے نہیں بچ سکتی۔ کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ فنی اعتبار سے اس کتاب کو ناول کے درجے میں بھی نہیں رکھی جاسکتی ہے بلکہ اسے بنگلہ دیش کی فرقہ وارانہ صورت حال پر ایک تصوراتی رپورٹ کہنی چاہیئے، جو فرقہ وارانہ فسادات کی چنگاری کو مزید ہوا دینے میں زیادہ معاون ثابت ہوسکتی ہے۔ اردو قارئین میں غیر مسلم افراد کی تعداد اب آٹے میں نمک کے برابر ہے لہذا جس طبقے میں یہ کتاب زیادہ پڑھی جائے گی وہ معلوم ہے۔ کتاب میں بنگلہ دیش کے کچھ نام نہاد مسلمانوں کے تصوراتی مظالم کو جس ڈرامائی انداز میں پیش کیا گیا ہے اس کا تصور تیسرے درجے کے اسٹنٹ ہندی فلموں میں تو پایا جاسکتا ہے لیکن حقیقت کی زمین پر اس کی ایسی تصویر کشی ملک کے موجودہ ماحول کو مزید کشیدہ کرنے کے لیے کافی ہے۔ بالخصوص صفحہ ۱۱۹ پر یہ اقتباس "دراصل کوئی بھی مذہبی کتاب پاک نہیں، سب بدمعاشی ہے۔ سب کو پھینک دینا چاہیئے"۔ راکھ تلے دبی چنگاری کو بھڑکانے کا کام دے سکتی ہے۔

اگر اس طرح کی کتاب سرِعام فروخت کی جاسکتی ہے تو بے چارے نسیم حجازی نے کیا جرم کیا تھا کہ ان کے لکھے ہوئے بیشتر ناول شائع کیے جارہے ہیں لیکن "خاک اور خون" کی اشاعت تقریباً ممنوع، قرار دی جاچکی ہے۔ جب کہ اس میں مذہب بیزاری کا شائبہ تک نہیں ہے بلکہ اردو ادب میں تاریخ کو ناول کے رنگ میں جس شاہکارانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے وہ صرف نسیم حجازی کا حصہ ہے۔ ★

★ بقیہ اردو پبلشرز

اور ممبران مختلف حلقوں میں اردو کتابوں کی نکاسی کے مسئلہ کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے حکومت اور متعلقہ اداروں کی توجہ پوری یکسوئی کے ساتھ مبذول کرائیں۔ لیکن اس سے قبل اس امر پر بھی توجہ کی ضرورت ہے کہ اردو ناشرین اور تاجران کتب کثیر تعداد میں ایسوسی ایشن سے منسلک ہوں کیوں کہ یہ بات قابل غور ہے کہ مذکورہ ایسوسی ایشن کے ممبروں کی تعداد ابھی صرف ۶۰ ہے حالاں کہ ملک کے اندر اردو کتابوں کے ناشرین اور تاجروں کی مجموعی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ جب کہ ایسوسی ایشن کی موجودہ داخلہ فیس ۲۰۰ (دو سو) روپے اور سالانہ زرِتعاون صرف ۳۰۰ سو روپے ہے۔

★ بقیہ: کاغذ کی کمیابی — نصابی کتب کا بحران

چاہیئے کہ عالمی منڈی میں کتابوں کی قیمت بھی عالمی سطح پر ہی لگائی جائے گی۔ ★

Courtesy : Newsletter, Indian Society of Authors

دریاؤں کا ملک

تبصرہ: شفیق الرحمٰن

نام کتاب: ہندوستان کے دریا مصنف: شیخ سلیم احمد صفحات: ۲۴،
قیمت: ۱۱/- روپے
طابع وناشر: پبلی کیشنز ڈویژن، نئی دہلی۔

دریاؤں کا انسانی زندگی سے بڑا گہرا تعلق ہے، پانی انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک ہے اس لیے ہمیشہ اس نے ایسی جگہوں کو رہنے کے لیے پسند کیا جہاں آسانی سے پانی دستیاب ہو، دریا اس کا بہترین ذریعہ ثابت ہوئے ہیں، یہ قدرت کا بیش بہا تحفہ ہے، کیوں کہ یہ ہر کسی کو یکساں طور پر فیض یاب کرتا ہے، یہ چھوٹے بڑے امیر غریب، گورے، کالے ادنیٰ اعلیٰ کی تمیز روا نہیں رکھتا، قدرت نے ہر جغرافیائی خطہ کو اس بیش قیمت دولت بلکہ نعمت سے نوازا ہے، ہندوستان اس معاملہ میں بڑا خوش قسمت ہے کہ یہاں سیکڑوں کی تعداد میں چھوٹے بڑے دریا پائے جاتے ہیں۔ فاضل مصنف نے اپنی اس کتاب میں ان اہم اور بڑے دریاؤں کا نہایت اختصار کے ساتھ مگر بڑے جامع انداز میں حال بیان کیا ہے جو ساری دنیا میں مشہور ہیں، فاضل مصنف نے گنگا، برہم پتر، مہاندی، نربدا، تاپتی، گوداوری، کرشنا، کاویری، سندھ اور چناب ندیاں کہاں سے نکلتی ہیں اور کہاں جاکر گرتی ہیں، اپنے طویل سفر میں کہاں کہاں سے گزرتی ہیں، کتنی مسافت طے کرتی ہیں، اور ان کی معاون ندیاں کون کون سی ہیں قیمتی معلومات فراہم کی ہیں، انھوں نے ندیوں کے فوائد پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

پبلی کیشنز ڈویژن نے اردو میں اس قسم کی معلوماتی کتابیں شائع کرکے بڑی خدمت کی۔ ہے، کتابت وطباعت کا معیار بھی اچھا ہے، سرورق بھی خوبصورت ہے۔ ★

ہومیوپیتھی پر ایک کارآمد کتاب

تبصرہ: شمیم صدیقی

کتاب: "سب کے لیے ہومیوپیتھی"
مصنف: ٹی، ایس، آیر۔ مترجم: پریم پال اشک
صفحات: ۴۰۷، قیمت: ۱۳۰/- روپے۔ پتہ: بی جین پبلشرز پرائیویٹ لمیٹڈ ۱۹۲۱۔ چونہ منڈی پہاڑ گنج، نئی دہلی ۵۵

ہومیوپیتھی طریقۂ علاج ہندستان میں دن بدن مقبولیت حاصل کرتا جارہا ہے۔ اس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کے غریب عوام ایلوپیتھی کے مہنگے علاج سے استفادہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ ہومیوپیتھی ادویات نہایت سستی ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ گھریلو استعمال کے لیے زیادہ موزوں ہوتی ہیں، انھیں آسانی سے رکھا جاسکتا ہے۔ اس کی خوراک بھی کم سے کم ہوتی ہے۔ ہومیوپیتھی دوا کے استعمال سے بیشتر امراض اپنی ابتدائی حالت میں ہی ختم ہوجاتے ہیں۔ اور کوئی پیچیدہ صورت پیدا نہیں ہوتی۔

"سب کے لیے ہومیوپیتھی" کے مصنف ڈاکٹر آیر نے اس کتاب کو انگریزی زبان میں آج سے ۴۱ سال قبل تحریر کیا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ جناب پریم پال اشک نے کیا ہے۔ جو معروف ادیب شاعر ونقاد ہیں۔ اشک صاحب نے اپنی لگن اور محنت سے اس کتاب کا نہایت عمدہ ترجمہ کیا ہے۔

ڈاکٹر آیر کی یہ کتاب ہومیوپیتھی کے شائقین کے لیے نہایت مفید اور پُراز معلومات ہے۔ موصوف نے سب سے

★ بقیہ: پبلشنگ اور فنی مہارت۔

ساڑھے پانچ روپے پڑتی ہے۔ کم سے کم اردو ناشرین سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اس طرح کا ہیرا پھیری کریں گے۔ بلکہ قیمت کا تعین کرتے وقت کشادہ دلی کا ثبوت دینا ہی بہتر ہوسکتا ہے۔ اس موقع پر یہ کہنا بھی نامناسب نہیں ہوگا کہ تاجروں کو دیے جانے والے (Discount) میں اردو ناشرین کے یہاں بڑا تفاوت پایا جاتا ہے لہٰذا کوشش کی جانی چاہیے کہ مل بیٹھ کر مناسب (Reasonable) اور یکساں ڈسکاؤنٹ کا طریقہ رائج کیا جائے۔ اس سے قیمت پر کنٹرول رکھنے میں بھی آسانی ہوسکتی ہے۔

★ بقیہ: اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلنج

مصنف کہتے ہیں کہ خالی جگہ کی قیادت اور سیاست سنبھالنے کے لیے صرف اسلامی تہذیب امیدوار ہوسکتی ہے۔ بعض وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ مغربی تہذیب کے وارث اور جانشین بن کر مسلمان نئی عالمی اسلامی تہذیب کو پروان چڑھائیں گے۔ مصنف کو ایسے لوگوں سے اختلاف ہے۔ ان کے خیال کے مطابق مسلمان مغرب کے جانشین نہیں بنیں گے بلکہ ازسر نو نئی بنیادوں اور نئے اصولوں پر اسلامی تہذیب کو اٹھائیں گے اس لیے کہ یہ تہذیب تو پوری طرح غارت ہوگی۔

مصنف کے خیال کے تائید میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا تھا۔

"یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں۔ مگر اللہ اپنی روشنی کو مکمل کیے بغیر ماننے والا نہیں ہے۔ خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت (قرآن مجید) اور دین حق (دین اسلام) کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ اسے پوری جنس دین (تمام نظام ہائے حیات) پر غالب کردے۔ خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو"

(توبہ: ۳۴-۳۳)

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"کوئی خیمہ یا کوئی گھر ایسا نہ بچے گا جس میں یہ دین داخل نہ ہو جائے گا۔ خواہ برضا ورغبت خواہ بجبر وقہر"

یہ حدیث اور یہ آیت بتا رہی ہے کہ دین اسلام کا عالمی غلبہ ابھی ہونا باقی ہے بقول اقبال ؎

نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

مصنف نے اس اچھوتے موضوع پر کتاب لکھ کر مسلمان اہل فکر کو غور وفکر کا موقع فراہم کیا ہے۔ مسلمان افراد، گروہ، جماعتیں، ریاستیں، آنے والے حالات کے لیے، آنے والی ذمہ داریوں کے لیے تیاری کریں۔

سبق پڑھ پھر عدالت کا، صداقت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

★ ★ ★

بچّوں کے لیے شاعری میں اضافہ

تبصرہ: رحمت اللہ فاروقی

کتاب: بچوں کی رباعیاں،
مصنف: عادل اسیر دہلوی، قیمت: ۶/- روپے
ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی، ۱۳۵۳، چتلی قبر بازار، دہلی ۶

زیر نظر مجموعہ نوجوان شاعر عادل اسیر دہلوی کی ان رباعیوں پر مشتمل ہے جو انھوں نے بچوں کے لیے کہی ہیں۔ درس ونصیحت سے لبریز اور ادب وتہذیب سکھانے والی یہ رباعیاں ہلکی پھلکی زبان میں اور بچوں کی نفسیات کو سامنے رکھ کر کہی گئی ہیں۔ اسیر دہلوی پہلے شاعر ہیں جنہوں نے صرف بچوں کے لیے رباعیاں کہی ہیں۔ مصنف رباعی سے ان کو خاص لگاؤ ہے اور وہ طبع زاد رباعیوں کے علاوہ خیام کی رباعیوں کا منظوم ترجمہ بھی کرچکے ہیں۔ یہ مجموعہ ادب اطفال میں ایک گراں قدر اضافہ ہے اور اس کتاب کی بہتر طباعت واشاعت کے لیے مرکزی مکتبہ اسلامی مبارک باد کی مستحق ہے۔

بشکریہ قومی آواز، نئی دہلی

For Quality
Laser Typesetting
in
English, Hindi & Maths

Printout on 600 DPI

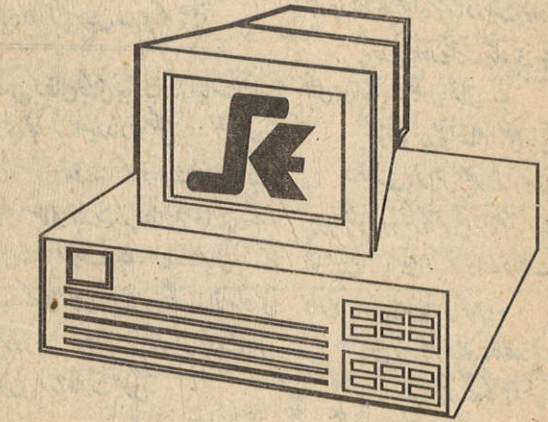

S.K. Enterprises

793, Ist Floor, Bazar Kamra Bangash,
Corner Suiwalan, Darya Ganj,
New Delhi-110002
Phone : 3282744, 3540016

تعارف

آل انڈیا اردو پبلشرز اینڈ بک سیلرز ایسوسی ایشن

جاوید اختر

تقریباً تمام شعبۂ جات میں تجارت اور تاجروں کو منظم کرنے کے لیے ایسوسی ایشن یا تنظیمیں قائم ہیں۔ کتابوں کی تجارت کرنے والوں نے خواہ انگریزی یا ہندی کے ہوں یا کنڑ اور بنگلہ زبان کے، اپنی تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں۔ لیکن اردو کی کتابوں کے ناشرین اور تاجر جو ملک میں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھیلے ہوئے ہیں، چند برس قبل تک اس طرح کی کسی تنظیم سے محروم تھے۔

اردو کی کتابوں کے ناشرین اور تاجروں کو منظم کرنے کی اسی کوشش کے تحت ۱۹۸۸ء میں آل انڈیا اردو پبلشرز اینڈ بک سیلرز ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا جو رجسٹرار آف سوسائٹیز کے تحت ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ فی الحال اس ایسوسی ایشن کا دفتر ۳۴۷ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶ میں واقع ہے۔

ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد میں جہاں اردو کتابوں کے ناشروں اور تاجروں کو منظم کرنا اور اپنے ممبران کو مارکٹنگ کے جدید طریقوں سے مطلع کرنا شامل ہے وہیں کتابوں کی برآمد (Export).. اور سرکاری و غیر سرکاری سطح پر کتابوں کی فروخت کے بارے میں معلومات فراہم کرنا، اور ممبر ناشرین کی شائع شدہ کتب کو وسیع پیمانے پر ملک اور بیرون ملک میں تعارف کرانے کا اہتمام کرنا بھی ہے۔ لیکن ایسوسی ایشن اپنے قیام کے بعد تقریباً سات برسوں کی مدت میں بہت نمایاں کارنامہ انجام نہیں دے سکی ہے۔ تاہم اس نے ملک کی دیگر ایسوسی ایشنوں مثلاً D.S.B.P.A., F.P.B.A., F.I.P. وغیرہ سے بہتر روابط رکھتی ہے۔ گزشتہ سال دہلی میں منعقدہ ۱۱ویں عالمی نمائش کتب کے دوران ایک انڈو پاک اردو پبلشرز کانفرنس منعقد کرنے میں ایسوسی ایشن نے اہم کردار ادا کیا جس کی صدارت ریاستی حکومت کے وزیر خارجہ جناب سلمان خورشید نے کی تھی۔

جب ایسوسی ایشن کے جنرل سکریٹری جناب ایس۔ ایم۔ ظفر سے ایسوسی ایشن کی راہ میں حائل رکاوٹوں کے سلسلے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ "سرکاری امداد نہیں ملنے اور محدود عالمی وسائل کی وجہ سے خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہو پا رہی ہے۔" انھوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ "ابھی تک اردو کتابوں کی سرکاری خریداری کا کوئی باقاعدہ نظم قائم نہیں کیا گیا ہے حتیٰ کہ ملک گیر سطح پر ہر زبان میں سرکاری کتب خانوں کے لیے کتابیں خریدنے والا مرکزی ادارہ راجہ رام موہن رائے لائبریری فاؤنڈیشن نے بھی اردو کتابوں کی خریداری کے لیے ابھی تک کوئی اسکیم نہیں بنائی ہے۔"

تاہم ظفر صاحب کا خیال ہے کہ "گرچہ اردو کتابوں کے تعلق سے سرکاری اداروں اور پبلک لائبریریوں کا رویہ دوستانہ نہیں ہے پھر بھی اردو کتابوں کا مستقبل تابناک ہے۔" جناب جنرل سکریٹری نے مزید بتایا کہ "جس طرح ۱۹۸۹ء میں ایسوسی ایشن نے اردو ناشرین کے تعارف سے دہلی میں اردو کی کتابوں کی نمائش کا اہتمام کیا تھا اسی طرح سال رواں میں ۲۲ / نومبر سے دہلی میں ایک "اردو میلے" کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا ہے۔"

ہمارا احساس ہے کہ ایسوسی ایشن کے ذمہ داران

اردو کی نصابی کتابیں اور طلباء کی مشکلات

ظفر حسین

اردو زبان کے فروغ اور نشو ونما یعنی اردو زبان کے ذریعہ سماجی و سائنسی علوم کی تحصیل کا کیا حال ہے۔ اس کا اندازہ گزشتہ سالوں کے تعلیمی بورڈ کے دسویں اور بارہویں جماعت کے امتحانات میں برائے نام کامیابیوں، انگریزی اور اردو اخبارات میں اردو اسکولوں کی تعلیمی زبوں حالی، تدریسی مسائل، نصابی کتب کی عدم دستیابی، اساتذہ کی عدم تقرری اور اردو میڈیم اسکولوں کے گرتے ہوئے تعلیمی معیار کے بارے میں بار بار ذکر اور ان میں شائع خطوط سے ہوتا ہے۔ جہاں اس کی وجہ بہتر قسم کے اساتذہ کی عدم دستیابی، والدین کی عدم دل چسپی یا ان کی تعلیمی پسماندگی یا ان میں تعلیمی شعور کی کمی اور دیگر تعلیمی سہولتوں کی عدم فراہمی ہو سکتی ہے۔ وہاں شدید منصوبہ بند طریقہ سے اردو زبان کو جان بوجھ کر پسِ پشت ڈال دیا گیا ہے۔

طلبہ جو اردو میڈیم سے درسی کتب پڑھتے ہیں۔ انھیں اس کتب سے جدید ترین معلومات فراہم نہیں ہوتی ہیں۔ اس امر کا اندازہ ہندی اور انگریزی زبان میں لکھی یا مرتب کتابوں کا اردو زبان میں ترجمہ و مرتب کتب کے ساتھ موازنہ و مقابلہ کر کے دیکھا جا سکتا ہے۔

پانچویں کی حساب کی کتاب کو دیکھ لیجیے۔ انگریزی میں لکھی گئی کتاب میں مواد زیادہ ہے۔ جب کہ اردو میں مترجمہ کتاب میں مواد کم ہے۔ اس کے علاوہ گیارہویں اور بارہویں جماعت کے اردو میڈیم کے طلبہ کے لیے نصابی کتابیں دستیاب نہیں ہیں۔

> نصابی کتابیں نہ تصنیف ہوتی ہیں اور نہ ہی وقت پر ترجمہ ہوتی ہیں اور پھر طباعت واشاعت کے مراحل بھی آہستہ روی کے شکار ہیں۔ اس غفلت شعاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردو میڈیم کے طلبہ کو جدید ترین معلومات کی عدم دستیابی کے باعث کم نمبر ملتے ہیں۔

نصابی کتابیں نہ تصنیف ہوتی ہیں اور نہ ہی وقت پر ترجمہ ہوتی ہیں اور پھر طباعت واشاعت کے مراحل بھی آہستہ روی کے شکار ہیں۔ اس غفلت شعاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردو میڈیم کے طلبہ کو جدید ترین معلومات کی عدم دستیابی کے باعث کم نمبر ملتے ہیں۔ نصابی کتابیں نہ تصنیف ہوتی ہیں اور نہ ہی وقت پر ترجمہ ہوتی ہیں اور پھر طباعت واشاعت کے مراحل بھی آہستہ روی کے شکار ہیں یا مختلف قسم کی دشواریوں کا شکار ہیں۔ اس غفلت شعاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردو میڈیم کے طلبہ جب بورڈ کے امتحانات میں بیٹھتے ہیں تو جدید ترین معلومات کی عدم دستیابی کے باعث انھیں کم نمبر ملتے ہیں۔ اس سے طلبہ کے مقابلہ کے رجحان کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے تعلیمی معیار میں گراوٹ آتی ہے۔

سماج اور تعلیم کی بنیادی سطح پر اردو زبان کی نشو ونما، ترقی فروغ اور سماجی و سائنسی علوم کے درس و تدریس کے نقطۂ نظر سے اردو زبان کو بحیثیت ذریعہ تعلیم فروغ دینے کے لیے چند تجاویز پیش کرتا ہوں تاکہ اردو بولنے والے طبقے کے

بچے بھی بڑے ہو کر قوم کی تعمیر و ترقی میں برابر کا حصہ لے سکیں۔

ریسرچ و ریفرنس بیورو برائے امدادی نصابی مواد و کتب

یہ بیورو انجمن ترقی اردو، دلی اردو اکیڈمی، ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی، فرینڈز فار ایجوکیشن، محکمہ تعلیمات دلی سرکار کے اشتراک و تعاون سے قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس میں اسکولوں اور کالجوں کے ماہر اساتذہ کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اس کا آغاز دلی اردو اکیڈمی کی طرف سے کیا جا سکتا ہے۔ اس بیورو کی اپنی مخصوص قسم کی لائبریری ہو۔ اسکولوں اور کالجوں میں پڑھائے جانے والے مضامین اور نصابات کے پیشِ نظر ریسرچ اسکالر متعلقہ مختلف موضوعات اور مضامین کے ماہرین کی رہنمائی میں ضرورت کی کتابیں اور مواد تلاش کریں گے۔ اور مطلوبہ کتب کے خلاصے امدادی نوٹس اور اسباق تیار کریں گے تاکہ انھیں اردو میں آسان اسلوب بیان میں منتقل کیا جا سکے۔

دوسرا پینل سینئر و تجربہ کار مترجمین و مدیروں کا ہوگا۔ جو ویٹنگ (Vetting) اور ایڈیٹنگ کا کام کریں گے۔ اس کے بعد متعلقہ مضامین اور نصابات کے ماہرین جن کی مادری زبان اردو ہوگی یا اردو کی اچھی واقفیت رکھتے ہوں وہ ترجمہ شدہ مواد، کتب امدادی نوٹس اور اسباق کا مطالعہ کریں گے۔ اور اس میں ترمیم و اضافہ کی سفارش کریں گے۔ اس کے بعد اس معاون تدریسی مواد کو تعلیمی فیچر سروس، تعلیمی معلوماتی میگزین میں جلد سے جلد شائع کر دیا جائے تاکہ طلبہ و اساتذہ استفادہ کر سکیں۔ یہ قطعی طور پر ضروری نہیں ہے کہ اس سارے مطلوبہ مواد کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔ طباعت و اشاعت کے مراحل تاخیر کا باعث ہوتے ہیں۔ یہ امدادی درسی مواد ایک پیراگراف کا بھی ہو سکتا ہے۔

تعلیمی فیچر سروس

ابتدائی و ثانوی اسکولوں میں درس و تدریس کے کچھ مسائل ہوتے ہیں۔ طلبہ کے پڑھنے اور اساتذہ کے پڑھانے کے لحاظ سے مخصوص درسی سوالات، بحث طلب موضوعات سامنے آتے ہیں اور انھیں حل کرنے، ان کے جوابات حاصل کرنے معلومات میں اضافہ کرنے یا مخصوص و مشکل نصابی پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان توضیح طلب پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لیے ایک تعلیمی فیچر سروس شروع کرنے کی فوری ضرورت ہے۔ یہ تعلیمی فیچر سروس انگریزی و اردو میں ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی اور اردو اکیڈمی شروع کر سکتی ہے۔

امدادی رہنما کتب اور نوٹس کی تیاری و اشاعت کا سلسلہ

بچوں کی اسکولی تعلیم و مطالعہ کے لحاظ سے درسی کتب ہی کافی نہیں ہوتی ہیں۔ این سی ای آر ٹی کی طرف سے اردو زبان میں تیار کرائی گئی یا ترجمہ شدہ مختلف مضامین کی جو کتب فراہم کی گئی ہیں وہ آسان فہم نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ نصابی کتب کے بہت سے اسباق بہت مشکل ہوتے ہیں۔ زبان سخت اور نامانوس ہوتی ہے۔ ٹیچر کے سمجھانے کے باوجود بچوں کی سمجھ میں نہیں آتے ہیں۔ اس لئے نصاب کے مشکل ابواب کے سمجھنے اور سمجھانے کے لیے معیاری امدادی رہنما کتب کی ضرورت ہے۔

تعلیمی و معلوماتی میگزین کی اشاعت

اردو میں تعلیمی اور معلوماتی میگزین کی اشاعت عمل میں آنی چاہئے۔ اس کے علاوہ اساتذہ، دیگر مضامین نگار مختلف مضامین اور موضوعات پر لکھی بہترین کتب کے خلاصے اور ان کی روح تیار کر کے اشاعت کے لیے فراہم کر سکتے ہیں کئی ادارے مل کر اس اسکیم کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔

مضمون نگاری کے مقابلے

چھٹی سے آٹھویں جماعت تک اور نویں سے بارہویں جماعت تک پڑھائے جانے والے مختلف سماجی و سائنسی مضامین کے نصابات کے مختلف پہلوؤں اور موضوعات پر اردو زبان میں مضمون نگاری کے آن دی

اسپاٹ مقابلے سہ ماہی بنیاد پر منعقد ہونے چاہئیں اس سے بچوں میں مسلسل مطالعہ کرنے اور مقابلہ کے لیے آگے بڑھنے کا شوق ہوگا۔

تربیتی ریفریشر کورس

بڑی تعداد میں اردو روزنامے، ہفتہ وار، پندرہ روزہ اخبار یا رسالے اور ماہنامے نکلتے ہیں اور ان سب کو کسی نہ کسی شکل میں انگریزی اور ہندی سے مواد حاصل کرنا ہوتا ہے اور ان کا ترجمہ یا اردو جامہ تیار کرکے شائع کرتے ہیں۔ اس لئے اردو صحافیوں، پیشہ ور مترجموں، شوقیہ مترجموں کے لیے ایک مخصوص قسم کے ورکشاپ اور تربیتی ریفریشر کورس کی ضرورت ہے تاکہ وہ اعلیٰ درجے کی سماجی و سائنسی علوم کی بہترین کتب کو اردو زبان میں منتقل کرسکیں۔

منی لائبریریوں کا سلسلہ

اردو میڈیم والے طلبہ کے لیے دلی اردو اکیڈمی کی طرف سے اور محکمۂ تعلیم دلی سرکار دیگر اردو اداروں کے اشتراک و تعاون سے دلی کے تمام اردو علاقوں میں درسی و امدادی رہنما اور دل چسپ مفید اور معلوماتی کتب پر مشتمل منی لائبریریوں کا جال بچھایا جانا چاہیئے۔ وہ اس لیے کہ عام گھروں میں آبادی زیادہ کمرے تنگ اور ریڈیو ٹی وی کے پروگراموں کی وجہ سے گھروں میں تعلیمی ماحول معدوم ہوگیا ہے۔ اردو والوں کی شرح خواندگی زیادہ نہیں ہے۔ اس لیے والدین ہوم ورک کے سلسلے میں اپنے بچوں کی مدد نہیں کرسکتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ بچے اسکولوں کے اوقات کے بعد منی لائبریریوں میں آکر اپنا ہوم ورک کریں اور اپنی تعلیمی استعداد میں اضافہ کرنے کے لیے دیگر متعلقہ کتب کا مطالعہ کریں۔ بچوں میں مطالعہ کتب کی عادت پیدا کرنے کے لیے یہ منی لائبریریاں اہم رول ادا کرسکتی ہیں۔

اردو اکیڈمی کی بڑی اور زونل لائبریریاں

دلی میں جہاں اردو علاقوں کی آبادی لاکھوں میں ہے اور بڑے بڑے اردو ادارے اور اردو دانشور یہاں بستے ہیں۔ جتنے اردو روزنامے یہاں سے نکلتے ہیں شاید ہی بھارت کے کسی دوسرے شہر سے نکلتے ہوں اس حقیقت کو سامنے رکھ کر اکیڈمی کی بڑی لائبریری کو از سر نو منظم کرکے اسے اردو عوام کے لیے کھول دیا جائے۔

میری یہ چند تجاویز ہیں جن پر محبانِ اردو کو غور کرنا چاہیئے۔ ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے سے اردو زبان کے فروغ اور نشو و نما یعنی اردو زبان کے ذریعہ سماجی و سائنسی علوم کی تحصیل میں مدد ملے گی۔ جن لوگوں کی مادری زبان اردو ہے وہ اردو شعر و ادب کے افہام و تفہیم کے علاوہ دیگر تکنیکی معلومات بھی اردو زبان کے ذریعہ حاصل کرسکیں گے۔ ★

بشکریہ قومی آواز، نئی دہلی

بقیہ: ہومیوپیتھی پر ایک کارآمد کتاب

زیادہ اور سب سے کم کام آنے والی ادویات کی فہرست سے کتاب کا آغاز کیا ہے۔ آپ نے ہینی مین کے طریقۂ علاج کی وضاحت کرتے ہوئے اس امر کا تذکرہ کیا ہے کہ تازہ (شدید) اور دائمی امراض کیسے پیدا ہوتے ہیں اور ہومیوپیتھک اصول کے مطابق ان کا علاج کیسے کیا جانا چاہیئے۔ ادویات کا باب بہت وسیع ہے۔ علاج کے لیے درکار زیادہ سے زیادہ عام امراض کی وجوہات اور ان کے علاج کا تذکرہ مختصر مگر مسلمانہ انداز سے کیا گیا ہے یہ حصہ ہر ڈاکٹر کے لیے نہایت سود مند ہے۔ ایک مختصر حصے میں عام میٹریا میڈیکا کو بھی شامل کردیا گیا ہے۔ نیز ایک معالجاتی فرہنگ بھی شامل کردی گئی ہے۔ ڈاکٹر ایئر نے انگریزی کتاب Beginner's Guide to Homoeopathy کے دوسرے ایڈیشن میں کچھ نئے ابواب مثلاً امراض قلب، بلڈ پریشر، امراض کلیہ، سرطان، امراض اطفال وغیرہ کا بھی اضافہ کرکے کتاب کو مزید مفید بنادیا ہے۔ نیز تمام امراض کے لیے زیادہ سے زیادہ مروج ادویات کو شامل کیا ہے۔ اس عمدہ کتاب کا نقص یہ ہے کہ اس کے سرورق کی الٹی جلد بندی کی گئی ہے امید ہے کہ اردو داں حضرات اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں گے۔ ★

نئی کتابیں

اسلامیات

کتاب	مصنف	قیمت	ناشر
۱۔ عہد نبویؐ کا مدنی معاشرہ (قرآن کی روشنی میں)	ڈاکٹر سید لقمان اعظمی ندوی	۱۵۰/-	مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی
۲۔ اسلام کی اہمیت ہندو دھرم کے پس منظر میں	محمد فاروق خاں ایم۔ اے	۶/-	″
۳۔ تربیت کی پہلی منزل	خرم مراد		″
۴۔ عہد وفا اور ایفائے عہد	″	۸/-	″
۵۔ کیا ہم مسلمان ہیں؟ (مجلد)	شمس نوید عثمانی	۱۲۰/-	″
۶۔ اللؤلؤ والمرجان (مجموعہ احادیث مکمل دو جلد)	محمد فواد عبد الباقی	۱۶۵/-	″
۷ زنداں کا داعی	انعام الرحمٰن خاں	۵۶/-	″
۸ مسلکِ اعتدال	سید ابوالاعلیٰ مودودی	۵/-	″
۹ مسئلہ قیادت سازی اور قرآن	محمد فاروق خاں ایم۔ اے	۱۴/-	اسٹوڈنٹس اسلامک پبلی کیشنز، نئی دہلی
۱۰ فضائلِ دعاء	مولانا عاشق الٰہی بلند شہری	۵۰/-	ادارہ اشاعتِ دینیات، نئی دہلی
۱۱ دعوت و تبلیغ کا تعارف	(منشی) انیس احمد	۶/-	″
۱۲ گلدستۂ قرآن (فہرست مضامین)	ابو سلیم محمد عبد الحیٔ	۲۲/-	مکتبہ الحسنات، دہلی

افکار و نظریات

کتاب	مصنف	قیمت	ناشر
۱ اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلنج	اسرار عالم	۲۵/-	دین و دانش پبلی کیشنز، نئی دہلی
۲ ہندوستان کے لیے مستقبل کا نقشۂ عمل	ڈاکٹر عبد المغنی	۷/-	مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی
۳ مغربی فلسفۂ تعلیم کا تنقیدی مطالعہ	پروفیسر سید محمد سلیم	۴۰/-	″

ادب

کتاب	مصنف	قیمت	ناشر
۱ معاصر اردو غزل	پروفیسر قمر رئیس	۷۰/-	اردو اکیڈمی، دہلی
۲ معاصر اردو تنقید	ڈاکٹر شارب ردولوی	۴۵/-	″
۳ اردو ادب کو خواتین کی دین	″	۵۰/-	″
۴ اردو شناسی (قاعدہ)	″	۴/-	″
۵ تنقیدی تصورات	پروفیسر عبد الحق	۲۰۰/-	عاکف بک ڈپو، دہلی
۶ اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ	ڈاکٹر سلیم اختر (مجلد)	۱۲۵/-	عاکف بک ڈپو، دہلی
	(طلبہ اڈیشن)	۴۵/-	

افسانے اور شاعری

کتاب	مصنف	قیمت	ناشر
۱ لمحے بھر کا ہم سفر (افسانے)	محمود عالم	۵۰/-	دین و دانش پبلی کیشنز، نئی دہلی
۲ تشنہ تشنہ	ڈاکٹر خطیب اللہ حمیدی	۱۰۰/-	بک ایمپوریم، پٹنہ
۳ نمائندہ اردو افسانے	پروفیسر قمر رئیس	۷۵/-	اردو اکیڈمی، دہلی

شخصیات

		مصنف	قیمت	ناشر
۱	تذکرہ علمائے بہار (جلد ۱)	ابوالکلام قاسمی شمسی	۱۳۵/-	شعبہ نشر و اشاعت، جامعہ اسلامیہ قاسمیہ مڑھی سیتا
۲	حضرت کمالؒ (حیات اور شاعری)	ڈاکٹر شاہ حسن عثمانی	۱۰۰/-	مجلس مصنفین اسلامی، گیا
۳	حسرت موہانی	ڈاکٹر خلیق انجم	۵۰/-	پبلی کیشنز ڈیویژن، نئی دہلی
۴	رفیع احمد قدوائی	ڈاکٹر محمد ہاشم قدوائی	۶۰/-	״
۵	حضرت قادری قمیصی اعظمؒ	الحاج اخلاق حسین دہلوی مرحوم		تقسیم کنندہ: کتب خانہ انجمن ترقی اردو، دہلی
۶	مولانا مودودی - افکار و اثرات	عطاء الرحمن وجدی	۵۰/-	مکتبہ الحسنات، دہلی
۷	اقبال: شاعر اور سیاست داں	ڈاکٹر رفیق ذکریا	۲۵۰/-	انجمن ترقی اردو (ہند) اردو گھر، نئی دہلی ۲

حالات حاضرہ

۱	عالم اسلام کی سیاسی صورت حال	اسرار عالم	۵/-	اسلامک فقہ اکیڈمی، نئی دہلی
۲	بین الاقوامی ایجنسیوں کا تعارف	״	۱۰/-	״
۳	عالم اسلام کی اقتصادی سیاسی صورت حال	״		״
۴	عالم اسلام کی روحانی صورت حال	״	۱۵/-	״
۵	ہندتو	״	۴/-	״

تصوف

۱	مطالعہ تصوف	ڈاکٹر غلام قادر لون	۱۱۰/-	مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی

بچوں اور نوجوانوں کی کتابیں

۱	بچوں کی رباعیاں	عادل اسیر دہلوی	۶/-	مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی
۲	بیت بازی	عرفان خلیلی	۱۵/-	״
۳	نیکی کے سپاہی	نعیم صدیقی	۶/-	״
۴	چمکتے کردار	متین طارق باغپتی	۸/-	״
۵	کشمیر کی لوک کہانیاں	جے - این گنہار	۴۵/-	پبلی کیشنز ڈیویژن، نئی دہلی
۶	قوموں کی کہانیاں	سید نظر زیدی	۷/-	مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی
۷	نوجوانوں کے مسائل اور ان کا حل	شکیل احمد	۱۴/-	مدینہ پبلشنگ سنٹر، دہلی ۶

تکنیکی کتب

۱	کمپیوٹر گائیڈ		۲۵/-	کتاب والا، دہلی ۶
۲	کمپیوٹر کوئز		۳۰/-	״
۳	کمپیوٹر ڈیٹا پروسسنگ		۶۵	״

خواتین

	مسلم خواتین کی ذمہ داریاں	ابوسلیم محمد عبدالحئی	۲۲/-	مکتبہ الحسنات، دہلی

خبریں

کاغذ کی قیمت میں کمر توڑ اضافے

۱۹۹۵ء میں کاغذ کی قیمتوں میں جو "تیزی" آئی ہے اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ اس سے قبل ہر سال جو اضافے ہوتے تھے وہ عام طور پر معمول کے مطابق تصور کئے جاتے تھے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ ۱۹۹۱ء سے ہی کاغذ کی قیمت میں تیزی کا رجحان پایا جانے لگا تھا۔ اس غیر معمولی اضافے کے سبب بالخصوص طلبہ پر گہرا اثر ہوا ہے اور تمام ناشرین کی پریشانیوں میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ گرچہ اس غیر معمولی اضافے کے خلاف ایسوسی ایشن اور دیگر تنظیموں کی جانب سے انفرادی اور اجتماعی دونوں طور پر مظاہرے کیے گئے لیکن ان کی آواز میں صدا بہ صحرا ثابت ہوئیں۔ ذیل میں دیے گئے اعداد و شمار سے کاغذ کی قیمتوں میں تیزی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

سال	کاغذ کی قیمت فی کلو
1981	@ Rs. 9/- per kg.
1991	Rs. 14/- per kg.
1992	Rs. 16/- per kg.
1993	Rs. 22/- per kg.
1994	Rs. 32/- per kg.
1995	Rs. 42/50 per kg.

کاپی رائٹ کی مدت میں توسیع

یہ خبر ناشرین کے علم میں ہوگی کہ اب کاپی رائٹ کی مدت ۵۰ برس کی بجائے ۶۰ برس کر دی گئی ہے۔ Copy-right Act 1957, میں نظر ثانی کرتے ہوئے ۱۹۹۱ء میں مزید دس سال کا اضافہ کیا گیا ہے۔ مثلاً اگر کسی مصنف کی کوئی چیز اس کی حیات میں شائع ہوئی اور اس کا انتقال ۱۹۴۵ء میں ہو گیا تو اب اس کی کتاب کی کاپی رائٹ ۱۹۹۵ء میں نہیں بلکہ ۲۰۰۵ء میں ختم ہوگی۔

واضح رہے کہ رابندر ناتھ ٹیگور کی کتابیں جو ان کی حیات میں شائع ہوئی تھیں اور جن کی کاپی رائٹ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۱ء کو ختم ہونے والی تھی اب ۲۰۰۱ء میں ختم ہوگی۔

اسکول کے موجودہ تعلیمی مسائل

"۱۹۴۷ء کے مقابلے میں ۲۰۰۰ء تک ہمیں زیادہ ان پڑھ لوگوں سے سابقہ پڑے گا۔ یہ انتہائی شرم کی بات ہے کہ آخری نصف صدی میں بھی ہم لوگوں کو ابتدائی بنیادی تعلیم بھی دینے میں ناکام رہے ہیں۔" انڈیا انٹرنیشنل سنٹر کے صدر مسٹر کرن سنگھ نے یہ الفاظ "اسکول کے موجودہ تعلیمی مسائل" کے عنوان کے تحت ایک سمینار میں کہے۔ یہ سمینار IIC, کے زیر اہتمام منعقد کیا گیا تھا۔ انھوں نے نئے تعلیمی نصاب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "Plus Two Theory اب مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے"

اس موقع پر NCERT کے ڈائرکٹر مسٹر اے۔ کے شرما نے اپنی گفتگو میں تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے پر زور دیا اور کہا کہ اس وقت امتحان میں زبانی سوالات پوچھنے کا رواج ختم ہو گیا ہے جسے شروع کرنا چاہیئے۔ دہلی پبلک اسکول کے پرنسپل مس شیاما چونا نے اپنی گفتگو میں اس امر کی جانب توجہ دلائی کہ نصاب کے غیر معمولی بوجھ کی وجہ سے اساتذہ اور طلبہ دونوں صرف اپنے نصاب کو مکمل کرنے میں مصروف رہتے ہیں جس کی وجہ سے طلبہ کو دیگر ہم نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا موقع نہیں مل پاتا ہے۔ دہلی CBSE کے چیرمین مسٹر بی۔ پی۔ کھنڈیلوال نے اس موضوع پر اپنا مقالہ پیش کیا۔ ان کے مقالہ کے مطابق "اس وقت عام سرکاری اسکولوں کا معیار گرتا جا رہا ہے حتیٰ کہ بورڈ کے امتحانات کے نتائج دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ نصف سے زائد طلبہ سکنڈری امتحانات کو بھی عبور کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ لہذا یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ اسکول کے ماحول کو مکمل تبدیل کیا جائے اور اسکول میں ضرورت کی تمام سہولیات طلبہ کو فراہم کی جائیں۔ نیز اساتذہ اپنے اندر انقلابی تبدیلیاں لائیں، شکایات رفع کریں اور اپنے اندر ذمہ دارانہ صفات کو پروان چڑھائیں۔ مذاکرہ میں مرکزی

S. M. KHALID & BROS

ایس۔ ایم۔ خالد اینڈ برادرز

صارفین اور تاجروں کی سہولت کے پیش نظر ہمارے کاروباری
ادارے میں درج ذیل خدمات مہیا ہیں:

- پلاسٹک (پی۔ وی۔ سی) کے قاعدے اور پارے۔
- پلاسٹک (پی۔ وی۔ سی) کور، ڈائریوں وغیرہ کے لیے۔
- اسکرین اور لیف گولڈ پرنٹنگ۔
- جنرل آرڈر اور اسٹیشنری کی سپلائی

عام بازار سے زیادہ کفایت اور تکنیکی پروڈکٹ کے لیے ہمیں
خدمات کا موقع عنایت فرمائیں

Contact :
2609, Baradari Sher Afghan, Ballimaran, Delhi-110006
Phone : 2923110, 2919875

وزارت Human Resource Development کے ایڈیشنل سکریٹری مسٹر وائی۔ این چترویدی نے بھی اپنا مقالہ پیش کیا۔

۱۲ ویں نئی دہلی عالمی نمائش کتب ۱۹۹۶

حسب روایت دو سال کے بعد ۳ر فروری ۱۹۹۶ء سے ۱۱ر فروری ۱۹۹۶ء تک نئی دہلی کے پرگتی میدان میں نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی جانب سے عالمی نمائش کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ٹرسٹ نے بک اسٹال کے لیے بکنگ کرانے کی آخری تاریخ ۳۰ر ستمبر ۱۹۹۵ء رکھی ہے۔

دریں اثنا آل انڈیا اردو پبلشرز بک سیلرز ایسوسی ایشن کے ایک ترجمان نے بتایا کہ گزشتہ دنوں ایسوسی ایشن کے ایگزیکیوٹیو کی ایک نشست میں اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہا کہ اس بار جو تاریخیں عالمی نمائش کتب کے لیے رکھی گئی ہیں وہ عین رمضان المبارک کے وسط میں پڑتی ہیں جس کی وجہ سے بیشتر اردو پبلشرز کی شرکت مشکوک ہو گئی ہے۔ نیز اس مہینے میں نمائش دیکھنے اور خریدنے والے اردو قارئین کے کثیر تعداد میں آنے کے امکانات بھی کم ہو گئے ہیں۔ ترجمان نے یہ بھی بتایا کہ اس صورت حال سے ٹرسٹ کے چیئرمین کو باخبر کیا جائے گا۔

حال ہی میں پرگتی میدان نئی دہلی میں پہلا دہلی ورلڈ بک فیئر فیڈریشن آف انڈین پبلیشرز اور آئی۔ ٹی۔ پی۔ او کے زیر اہتمام منعقد کیا گیا تھا۔ جس میں ملک اور بیرون ملک کے تقریباً ۲۰۰ ناشروں نے حصہ لیا تھا لیکن اس نمائش میں اردو پبلشرز کی ایک کثیر تعداد حصہ نہ لے سکی تھی کیوں کہ ملک کی ۱۵ زبانوں کے ناشروں کو اسٹال کے لیے جو خصوصی نصف رعایت دی جاتی ہے اس سے انھیں محروم کر دیا گیا تھا۔

منگلور بک فیسٹیول

۴ تا ۱۲ر نومبر ۱۹۹۵ء کرناٹک کے شہر منگلور میں کتب کی نمائش نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا اور کنڑ بک اتھارٹی کے زیر اہتمام منعقد ہونے جا رہی ہے۔ اس نمائش میں ملک کے تمام ناشرین، بک سیلرز اور ڈسٹی بیوٹرز کو مدعو کیا گیا ہے۔

صوبہ کرناٹک کے دکھن کنڑ ضلع کا ہیڈ کوارٹر منگلور صنعتی اور تجارتی نوعیت سے بڑی اہمیت کا حامل شہر ہے۔ تعلیمی لحاظ سے بھی یہ شہر خاص اہمیت رکھتا ہے۔ منگلور کے قریبی شہر میں منی پال، سورت کل اور اُڈوپی میں پروفیشنل کالجز اور اداروں کا جال سا بچھا ہے جہاں سرکاری اور غیر سرکاری دونوں نوعیت کے ادارے پائے جاتے ہیں اور ملک کے تقریباً ہر گوشے کے طلبہ اپنی ضرورتوں کی تکمیل کرتے ہیں۔ اس اہمیت کے پیش نظر منگلور کو کتابوں کے فروخت کا ایک اہم مرکز تصور کیا جا سکتا ہے۔

اس شہر میں انگریزی، ہندی، کنڑ، ملیالم، مراٹھی اور تولو زبانوں کی کتابیں زیادہ فروخت ہو سکتی ہیں تاہم اردو زبانوں کے قارئین بھی پائے جاتے ہیں۔

ناشرین کے لیے بک اسٹال کی بکنگ کی آخری تاریخ ۳۰ر ستمبر ۱۹۹۵ء رکھی گئی ہے۔

دہلی میں اُردو میلہ ۲۲ر نومبر ۹۵ء سے

دہلی کی شاہی جامع مسجد سے متصل اردو پارک میں ۲۲ر نومبر تا ۳۰ر نومبر ۱۹۹۵ء اردو میلہ کا انعقاد کیا جائے گا۔ یہ میلہ آل انڈیا اردو پبلیشرز اینڈ بک سیلرز ایسوسی ایشن کی جانب سے منعقد کیا جا رہا ہے۔ اس میں دہلی اور ملک کے دیگر شہروں سے بھی ناشرین کی شرکت متوقع ہے۔

اس سے قبل ۱۹۸۹ء میں اردو کتابوں کی پہلی نمائش ایسوسی ایشن کی جانب سے دہلی ہی میں منعقد کی گئی تھی۔

اس نمائش کتب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بچوں سے متعلق کتابوں اور تفریحی سامان کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

ایسوسی ایشن کے نمائندہ نے بتایا ہے کہ شاہی امام محترم مولانا عبد اللہ بخاری کی صدارت میں میلے کا افتتاح ہونے کی توقع ہے۔

کلکتہ عالمی نمائش کتب، ۱۹۹۶ء

ہر سال کی طرح آئندہ سال بھی ۳۱ر جنوری تا ۹ر فروری ۱۹۹۶ء پورے جوش و خروش کے ساتھ عالمی نمائش کتب بنگال کے دار الحکومت کلکتہ میں منعقد ہوگی۔ اس نمائش کا اہتمام Booksellers Guild, Calcutta کی جانب سے کیا جاتا ہے۔ اطلاع کے مطابق اس سال ملک اور بیرون ملک سے تقریباً ۱۴۰۰ ناشرین کی شرکت متوقع ہے۔

گزشتہ برس کی نمائش میں ملک و بیرون ملک کے تقریباً ۱۳۰۰ ناشرین نے حصہ لیا تھا۔ اور تقریباً ۱۴ کروڑ کی کتابیں فروخت کی گئی تھیں۔ کلکتہ شہر کی یہ خوبی رہی ہے کہ وہاں اس طرح کی نمائش کا خلوص دل سے استقبال کیا جاتا ہے اور نمائش میں قارئین کے قطاروں کو گننا بھی دشوار ہوتا ہے۔

افسوس کا مقام ہے کہ اتنی بڑی نمائش میں معدود چند ہی اردو ناشرین شرکت کر پاتے ہیں۔ حالاں کہ اردو کتابوں کے بے شمار قارئین گھومتے نظر آتے ہیں۔

سلمان رشدی کی نئی کتاب

حال ہی میں لندن سے شائع ہونے والا ناول "The Moor's Last Sigh" کی وجہ سے سلمان رشدی پر پھر عتاب نازل ہوا ہے۔ اطلاع کے مطابق بمبئی میں اس کتاب کا اجرا تقریباً ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ بالخصوص شیو سینا کے حلقے میں اس کتاب پر سخت تشویش پائی جا رہی ہے لہٰذا ملک کے دیگر ریاستوں میں اجرا ہونے کے باوجود اس کتاب کے ڈسٹری بیوٹرز روپا اینڈ کمپنی نے بمبئی میں اس کے فروخت کو روک دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء میں بابری مسجد کو مسمار کر دینے کے بعد بمبئی میں جو دھماکے ہوئے اور جس میں تقریباً ۸۰۰ افراد ہلاک ہو گئے تھے، ناول میں اس واقعہ کی منظر کشی کی گئی ہے۔ اور اس میں بال ٹھاکرے کا بھی کردار دکھایا گیا ہے۔ تاہم کتاب کے مطالعہ کے بعد ہی اصل حقیقت کا پتہ چل سکتا ہے آکسفورڈ ڈکشنری میں Moor کا لغوی معنی عرب کے وہ باشندے ہیں جو شمال۔ مغرب کے علاقوں میں رہتے ہیں۔

واضح رہے کہ سلمان رشدی نے "The Satanic Verses" لکھنے کے بعد اب عالمی "شہرت" حاصل کر لی ہے تاہم اس کے بعد اس کی زندگی سخت روپوشی کی حالت میں بسر ہو رہی ہے اور چھ سال کے عرصہ میں اب تک اس نے تقریباً ۳۰ رہائش گاہ تبدیل کی ہے۔ جب "شیطانی آیات" پر ساری دنیا میں سخت احتجاج کیا گیا تو ناول کے مطالعہ سے علما اس نتیجے پر پہنچے کہ اس میں ختم الرسل ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی تھی۔ یہی سبب تھا کہ ۱۹۸۹ء میں ایران کے روحانی رہنما علامہ آیت اللہ خمینی نے رشدی کو قتل کرنے کا فتویٰ صادر فرمایا تھا۔ یہ فتویٰ آج تک برقرار ہے۔

★ بقیہ: لمحے بھر کا ہم سفر

حق میں صعوبتیں جھیلتے ہیں اور جنھیں شیطان قدم قدم پر ورغلاتا ہے۔ سچ ہے دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہوتی ہے۔ کشمکش کی اس دھوپ چھاؤں میں ایک صالح و سمجھدار شریکِ حیات ہی کا کردار ہے جو قنوطیت پر رجائیت کو غالب کر دے۔

'بے حسوں کی بستی' اور 'زخمی پرندہ' ایک ہی احساس رکھتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ بعض جملے افسانہ نگار کے دل و دماغ میں لاوا کی طرح ابلتے ابلتے بالآخر افسانہ کی صورت میں ڈھل گئے ہوں۔

محرومی و مایوسی، مسرت و کامرانی دونوں سے پہلوؤں سے مومن کیسے نبرد آزما ہو کی 'بازیافت' خوب ہے۔

ان کے علاوہ باقی افسانے بھی شستگی و روانی کے پہلو سے اہم اور دل چسپ ہیں لیکن ان میں مذکورہ بالا افسانوں کی سی بلندی نہیں۔

انشاء اللہ محمود صاحب جلد ہی اس بلندی پر نظر آئیں گے جہاں جدید و قدیم اور فکر و فن کا سنگم ہوگا۔

★ ★ ★

جامعہ اردو ریسرچ اسکالرز ایسوسی ایشن کا قیام

نئی دہلی ۱۱ر اکتوبر: شعبہ اردو کے ریسرچ اسکالرز کی ایک میٹنگ جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی کے احاطے میں یوسف عامر کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں اردو ریسرچ اسکالرز کے مسائل پر بحث کے بعد "اتفاق رائے" سے "جامعہ اردو ریسرچ اسکالرز ایسوسی ایشن" کا قیام عمل میں آیا۔

تجمل حسین کو صدر، کوثر مظہری کو نائب صدر، اسلم جمشید پوری کو سکریٹری، انجمہ خاں کو جوائنٹ سکریٹری اور جبین انجم کو خزانچی مقرر کیا گیا۔ میٹنگ کے اختتام سے قبل یوسف عامر نے تنظیم کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ادبی نشستوں کا انعقاد کرنا، ریسرچ اسکالرز کے بیٹھنے کے لیے شعبہ اور لائبریری کے لیے جگہ کی کوشش کرنا، اردو کی ادبی تنظیموں اور اداروں سے رابطہ قائم کرنا اور اردو پروگراموں میں ریسرچ اسکالرز کو باضابطہ مدعو کیے جانے کے لیے زور دینا اور ریسرچ کے متعلق مسائل کو حل کرنا تنظیم کے مقاصد ہونگے۔

ناشرین کی انجمن F.P.B.A. کا انتخاب

ہندوستان میں کتابوں کے ناشرین اور تقسیم کاروں کی انجمن فیڈریشن آف پبلشرز اینڈ بک سیلرز ایسوسی ایشن نے اپنی مجلس عاملہ میں سال ۹۶-۱۹۹۵ء کے لیے حسب ذیل عہدیداران کا انتخاب کیا ہے۔

بھوپندر چودھری (صدر)، ایس، سی، سیٹھی، کے۔ ایس پدمنابھن اور سی۔ بی۔ گپتا (نائب صدور)، ڈاکٹر ایس۔ کے بھاٹیہ اعزازی سکریٹری۔ اس سے قبل فیڈریشن کے صدر اے۔ میچوے تھے۔ اور نائب صدور میں بی۔ آر چاولہ۔ آر۔ شیشادری، مظہر الاسلام اور چندر پال گپتا شامل کیے گئے تھے۔

عرب پبلشرز یونین

دمشق میں بورڈ آف عرب پبلشرز یونین کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس کی صدارت یونین کے صدر ابراہیم المعلم نے کی۔ اس میٹنگ میں لبنانی پبلشرز کے صدر سمیرا آسی اور بورڈ کے دیگر ممبران نے شرکت کی۔ دوران میٹنگ عرب ناشرین کے مختلف مسائل پر بحث کی گئی۔

اس سے قبل جولائی ۹۵ء کی ایک میٹنگ میں بورڈ آف عرف پبلشرز یونین نے ایک چارٹر آف آنر پاس کیا تھا جس میں اس کی وضاحت کی گئی تھی کہ عرب ورثہ کا تحفظ اور اس کی تہذیبی و ثقافت کو فروغ دینے کا کام بھی بورڈ کے ذمہ ہوگا۔

بورڈ کے نمائندہ محمد سعید طیب نے بتایا کہ یونین کی آئندہ میٹنگ جنوری ۹۶ء میں قاہرہ میں منعقد ہوگی۔

بشکریہ سعودی گزٹ، جدہ

★ ★ ★ ★ ★

محترم قارئین! اپنے موضوع اور مشمولات کے اعتبار سے یہ پہلا شمارہ آپ کو کیسا لگا۔ براہ کرم اپنے تاثرات اور مشورے سے ادارہ کو مطلع فرمائیں۔

نرخ اشتہارات

مکمل صفحہ (اندرون)	-/۸۰۰ روپے
نصف صفحہ "	-/۴۰۰ "
ٹائٹل	-/۱۰۰۰ "

نوٹ:۔ اردو کتب کے ناشرین کو ۲۵٪ کی خصوصی رعایت دی جا سکتی ہے۔

Sheet offset presses

HEIDELBERG
all models from TOK, GTO, MO,
K and S-series up to
2 – 6-colour SPEEDMASTER
size 52 x 72 and 72 x 102 cms

MAN ROLAND
all models from FAVORIT, PARVA,
REKORD, ULTRA to
model 200, 600 and 700

MAN MILLER
Perfecting models in size
52 x 74, 65 x 94 and 72 x 104 cms

KOEBAU + PLANETA
2-, 4-, and 6-colour RAFIDA
size 52 x 72 and x 104 cms
PLANETA from 71 x 102 to 110 x 160 cms

MAN (AUGSBURG)
2, 4-, 5- and 6-colour,
size 89 x 126, 100 x 140, 110 x 160 cms,
model SOW 6, size 102 x 142 cms
(1/1 – blanket/blanket printing)

Guide to Magstadt:	
airport:	Stuttgart
by train:	main station Stuttgart, only 3 1/2 hours from Düsseldorf
by car:	on A8 or A81 till Leonberg, then direction Sindelfingen and direction Calw

The TOP-TEN!

selected, modern machines, which can still be seen in production:

Heidelberg WEB 16
630 mm cut-off (16 pages)

5-colour ROLAND 805-5w + LW
size 92 x 130 cms with coater, age 1987

6-colour SPEEDMASTER 102 S+L
CD-model, size 72 x 102 cm age 1992/93
6 printing units + coater, CP-Tronic,
Preset Multiplate and extended delivery

6-colour SPEEDMASTER 102 SP
(6/0 – 1/6) age 1990 with CP-Tronic

5-colour ROLAND 706-3b
size 72 x 102 cm, age 1992/93

5-colour ROLAND 605-3b + coater
size 72 x 104 cm, age 1992

5 + 6 colour ROLAND 600 + coater
size 72 x 104 cm, age 1990-92

4-colour ROLAND 604-3b
size 72 x 104 cm, age 1990

4-colour ROLAND PARVA 2c
(4/0 – 2/2), size 64 x 91,5 cm, age 1990
with RCI, ROLANDMATIC etc.

4-colour SPEEDMASTER 72 VP
(4/0 – 2/2), size 52 x 72 cm, age 1990

5-colour Heidelberg MOFH + L
size 48 x 65 cm, age 1990
with CP-Tronic, 5 printing units + coater

Altmann Graphische Maschinen GmbH
Steinbrechstraße 5 (industrial area east)
D-71106 Magstadt-Stuttgart (Germany)
Telephone: (0 71 59) 48 51
Telefax: (0 71 59) 4 41 50
Telex: 7 24 753 joal d

اہل قلم اور کتابوں کی اشاعت کے خواہشمندوں کے لیے پرکشش پیشکش

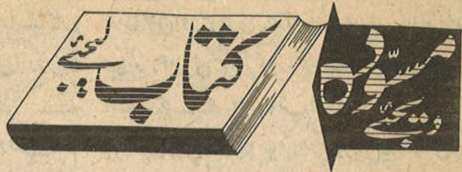

❋ ایڈیٹنگ ❋ کمپوزنگ ❋ پروف ریڈنگ
❋ ٹائیٹل ڈیزائننگ ❋ کاپیوں کی تیاری ❋ کاغذ کی خریداری
❋ پریس کے معاملات ❋ طباعت ❋ جلد بندی

تمام جھنجھٹوں سے نجات
وقت اور سرمایہ کی بچت

فولڈر، پوسٹر اور اسٹیکر بھی تیار کیے جاتے ہیں۔

رابطہ کا پتہ

TIPS ENTERPRISES
1739/3 (Basement) New Kohinoor Hotel,
Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-110002

بقیہ پرنٹنگ پریس۔
معلومات کے لیے جرمنی کی ایک کمپنی کے چند پرنٹنگ پریسوں کی فہرست دی جارہی ہے۔ خواہش مند پرنٹرز اس کمپنی سے مراسلت کرسکتے ہیں۔

Courtesy: Polygraph International, Italy.

"تبصرۂ کتب" کالم میں شائع ہونے والی کتابوں کے حصول کے لیے درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ آرڈر کے ساتھ کتاب کی قیمت بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔
"دانش بک ڈسٹری بیوٹرز" ۳/۱۷۳۹ (بیسمنٹ) نیو کوہ نور ہوٹل، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

پرنٹر، پبلشر، مالک جاوید اختر نے ثمر آفسٹ پریس، کلاں محل، نئی دہلی ۲ سے چھپوا کر دفتر "اردو بک ریویو" ۳/۱۷۳۹ نیو کوہِ نور ہوٹل، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی ۲ سے شائع کیا۔
اڈیٹر (اعزازی) اسرار عالم